امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- استاد القراء حضرت قاری نسیم احمد
- کتابوں کی دنیا
- نئی نسلوں میں دینی بیداری کیسے ہو؟
- طلاق ثلاثہ بل کے نقصانات
- اخبار جہاں
- طب وصحت، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 15 مورخہ ۲۱؍رجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۹؍اپریل ۲۰۱۸ء روز سوموار

آزادی کے نام پر عورتوں کا استحصال

تبرکات

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

آج عورتوں کی آزادی کے نام پر، خود مختاری، تہذیب اور فیشن کے نام پر، آرٹ اور فن کے نام، پر عورتوں کے جسم کے کپڑے کو اتارا جارہا ہے، اسے ایسا لباس پہنایا جارہا ہے، جس کے نتیجہ میں ستر پوشی کے بجائے جسم کے بعض حصوں کی نمائش ہوتی ہے، لباس کا ایسا ڈیزائن تیار کیا جارہا ہے، جس سے مردوں کی دلچسپی اور نظر بازی بڑھے، یہ حرکت ''اٹرکشن'' کے نام پر ہورہی ہے۔ صورت حال میں عجیب وغریب تبدیلی آئی ہے، مردوں نے عورتوں کا لباس اپنا رکھا ہے، اور عورتیں اپنا ستر مردوں کے برابر سمجھنے لگی ہیں، بلکہ اس سے بھی کم۔ ایک سازش کے تحت عورتوں کو کم سے کم لباس کا عادی بنایا جارہا ہے۔

ہوائی جہاز سے تشریف لارہے ہیں، راجدھانی ایکسپریس سے اتر رہے ہیں، جاڑے کا زمانہ ہو یا گرمی کا، گردن سے لے کر ٹخنوں تک بلکہ ایڑی تک صاحب کا چھپا رہتا ہے، اور عورت کا بازو بھی نظر آتا ہے، سینہ، کمر اور پنڈلی بھی نظر آتی ہے، اور وہ سب کچھ نظر آتا ہے، جسے چھپانا ضروری ہے، عورت کی آزادی کے نام پر عورت کو لہو ولعب، عیش وعشرت، کھیل کود اور تفریح کا سامان بنادیا گیا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو آزادی دی جارہی ہے، اسے با اختیار بنایا جارہا ہے، افسوس کی بات ہے کہ آج ایک معمولی صابن پر بھی صرف بیچنے کے لیے عورت کی آدھی ننگی تصویر چھاپ دی جاتی ہے، موٹر سائیکل کی خرید وفروخت بغیر عورت کی ننگی تصویر کے نامکمل ہے، مائک کا اشتہار بغیر عورت کی ننگی تصویر کے ادھورا ہے، اور یہ چیز تہذیب کا حصہ بن گئی ہے۔ اخبارات دیکھ لیجئے، ٹی وی، کمپیوٹر کو لے لیجئے، بے حیائی رگ وریشہ کے اندر سمائی نظر آئے گی، افسوس تو تب ہوتا ہے، جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تہذیب کا حصہ ہے، یہ اس ملک کا کلچر ہے، اور اس ملک میں کہا جاتا ہے، جس ملک میں سیتا جی کی عظمت اور عفت کی قسم کھائی جاتی ہے۔ اور جس ملک کی اکثر دیویاں عورت ہی ہیں۔

عورتوں کی نسل کشی کی جارہی ہے:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کو زمین میں زندہ دفن کرنے سے چودہ سو سال پہلے روکا تھا، کہ بچی کو زمین میں زندہ نہ گاڑو، لیکن آج کیا ہورہا ہے، مارکیٹ میں ایسی مشینیں آگئی ہیں، جن کے ذریعہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، دو سال پہلے کی بات ہے، صرف پٹیالہ شہر کے سال بھر کے جو اعداد وشمار سامنے آئے ہیں، ان میں آٹھ ہزار حمل گرانے کی بات سامنے آئی ہے، جس میں سے سات ہزار نو سو ننانوے حمل لڑکیوں کے تھے۔ صرف ایک شہر میں آٹھ ہزار حمل ایک سال میں گرائے گئے، اور سات ہزار نو سو ننانوے حمل لڑکیوں کے تھے، اور صرف ایک حمل لڑکے کا اور جو ایک حمل لڑکے کا گرایا گیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ حاملہ یعنی ماں اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ بچے کو جن سکے، سوچئے کیا ہورہا ہے؟ جس برائی کو ہمارے آقاؐ نے چودہ سو سال پہلے ختم کیا تھا، آج اسی برائی کو سماج نے گلے لگالیا ہے، اور ہمارے سماج کے نمائندے یہ کہتے نہیں تھکتے کہ عورتوں کے حقوق دیئے جارہے ہیں، ا نہیں با اختیار بنایا جارہا ہے، انہیں آرٹ اور کلچر سے آشنا کرایا جارہا ہے، انہیں مغربی ممالک کے برابر لایا جارہا ہے، تاکہ دنیا کی دوڑ میں وہ مردوں کے شانہ بشانہ چل سکیں، یہ تہذیب ہرگز نہ ہندوستان کی تہذیب ہوسکتی ہے، نہ انسانیت کی تہذیب ہوسکتی ہے اور نہ اسلام سے اس کا دور کا بھی واسطہ ہوسکتا ہے۔

اگر عورت کو عظمت نہیں دی جائے گی، اگر عورت کی حیثیت تسلیم نہیں کی جائے گی، تو خاندان کے اندر شرافت نہیں رہ جائے گی، عورت کی کوکھ سے ہماری اولاد جنم لیتی ہے، لڑکے پیدا ہوتے ہیں، اور لڑکی پیدا ہوتی ہے، اگر عورتوں کی عظمت ان اولادوں کے درمیان چاہے لڑکا ہو یا لڑکی، باقی نہیں رہے گی، تو یقین مانئے گھر کا سسٹم، گھر کی تہذیب، گھر کی تعمیر سب ادھوری، ناقص! نامکمل! اسلام نے عورتوں کی اس حیثیت کو تسلیم کیا ہے۔

ہم نے جس تہذیب کو قبول کرنا شروع کردیا ہے، اور ایک حد تک قبول کرلیا ہے، چاہے ہندو ہوں یا مسلمان یا

رہے ہیں کہ یہ تہذیب اور مادی نقطہ نظر اس دور کی بڑی نعمت ہے۔

صاحب دعوت امت کی حیثیت سے اس کمی اور کمزوری کا نوٹس ہم سبھوں کو لینا چاہئے اور عورتوں کے استحصال پر فکرمند ہونا چاہئے، آبرو باختگی کی جو تہذیب پھیلتی جارہی ہے، اسے روکنے کی منصوبہ بند کوشش کرنی ضروری ہے، تاکہ عورتوں پر زیادتی رک سکے، وہ محفوظ اور مطمئن زندگی گذار سکیں، اور سماج میں شریف باغیرت اور احترام کے ساتھ زندگی گذار سکیں۔

مغربی تہذیب کی یلغار نے مشرق کے سماجی ڈھانچہ کو متاثر کیا ہے، مادی طرز فکر اور ہر معاملہ میں مادہ اور معدہ کی ترجیح اور اس کے پیچھے ساری توانائی کو لگادینے کا جذبہ بڑے خراب نتائج لارہا ہے، اس تہذیب نے سماجی تانے بانے کو بڑی تبدیلیوں کی راہ پر لگ دیا ہے، خاندانی نظام بکھر رہا ہے، رشتوں کا پاس ولحاظ، بڑے چھوٹے میں فرق مراتب کا احساس اور اس کے تقاضوں کو برتنے کا مزاج ختم ہوتا جارہا ہے، شہر میں یہ مصیبت پہونچ چکی ہے، اور گاؤں دیہات کے لوگوں کا ذہن باد سموم سے متاثر ہورہا ہے، اور ان کی زندگی اور رویہ میں تیزی سے فرق آرہا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ باپ بچوں کو غلطیوں پر ٹوکنے سے کتراتے ہیں، کسی تنبیہ اور باز پرس کی ہمت اب والدین بھی مشکل سے کرپاتے ہیں، موبائل کی موجودگی نے رابطوں کی بڑی سہولت پیدا کردی ہے، جس کا استعمال لڑکے اور لڑکیاں بڑی آسانی سے کرتے ہیں، جس کی وجہ سے گھروں میں طرح طرح کے مسائل سامنے آرہے ہیں، اور اخلاق وکردار پر چوٹ پڑ رہی ہے، ٹی وی نے بھی شہر سے لے کر دیہات تک کے گھروں میں برے اثرات چھوڑے ہیں، لباس کے ڈیزائن کا گاؤں تک پھیلاؤ اسی ٹی وی کی دین ہے، عریاں فلمیں اور اخلاق کو بگاڑنے والے انداز اور جملوں نے گھروں میں جگہ بنالی ہے، اور نئی نسل اس کی گرویدہ ہورہی ہے، ان ساری چیزوں نے مل ملا کر نئی تہذیب سے ماحول کو آشنا کرادیا ہے۔ ہماری ذمہ داری تو یہ تھی کہ نئی چیزوں کے استعمال میں خذ ما صفی ودع ما کدر، اچھی چیزوں کو قبول کرنا اور بری چیزوں سے دور رہنے کے اصول کو قبول کرتے اور بھلائی برائی کے پیمانہ سے تمام چیزوں کو ناپتے، پرکھتے اور چھانٹتے۔

سب سے بہترین امت (خیر امت) کے فرد کی حیثیت سے ہمیں یہ کام کرنا چاہئے تھا، مگر ہم نے پرکھنے اور چھانٹنے کا کام کیا ہی نہیں، ہم نے دینی نقطہ نظر سے آنے والی تہذیب کا مطالعہ کیا ہی نہیں، ایجادات کو قبول کرنے کے لیے ہم نے ہاتھ تو بڑھا دیا، مگر اس کی بھلائی اور بُرائی کی حدوں کو متعین نہیں کیا، اور بُرے حصوں سے الگ رہنے کا ذہن نہیں بنایا۔ نتیجہ یہ ہے کہ جن مسائل سے دوسرے دوچار ہورہے ہیں، ہم بھی ان کی گرفت میں آرہے ہیں، جن بیماریوں سے دوسرے جوجھ رہے ہیں، ہم بھی ان کا شکار بنتے جارہے ہیں۔

مغربی ممالک میں عورتیں

جن تہذیب کے بارے میں آج بڑے تعریفی الفاظ کہے جاتے ہیں، جس تہذیب کی دہائی دی جاتی ہے کہ یہ تہذیب بڑی اچھی ہے، بہت بلند ہے، آپ نہیں جانتے کہ اس تہذیب نے فرد اور سماج کو کہاں پہونچا دیا ہے، آج پوزیشن یہ ہے کہ USA جسے عام زبان میں امریکہ کہا جاتا ہے، وہاں ٦٦ فیصد بچے ایسے ہیں جو بتا نہیں سکتے کہ ان کے باپ کون ہیں، یہ بن باپوں کی بسائی جانے والی دنیا کیا تہذیبی دنیا ہوسکتی ہے، ہرگز نہیں، آج چاہے جرمنی ہو یا فرانس، چاہے امریکہ ہو یا برطانیہ، انگلینڈ ہو یا روس، وہاں عورتوں کی حیثیت وہی ہے جو ہمارے یہاں رومال کی ہوا کرتی ہے، رومال سے منہ پوچھا اور پھینک دیا، کوئی وزن نہیں، کوئی وقار نہیں، رومال میں جب تک صفائی ستھرائی ہے، ہم اسے جیب میں رکھتے ہیں اور منہ پوچھتے ہیں، اور جب ذرا دھبہ آگیا، کنارے کردیا، ٹھیک یہی پوزیشن عورت کی ہوگئی ہے، اور عام عورت کو تو چھوڑیئے بہت زیادہ تعلیم یافتہ خواتین اقتدار اور تخت وتاج کی مالک خواتین تک کی مثالیں موجود ہیں، اور یہ سب ڈرامے اور تماشے آزادی نسواں کے نام پر ہورہے ہیں، یقیناً ہم اور آپ ایک ہندوستانی کی حیثیت

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

احترام انسانیت

جس نے کسی کو کسی شخص کے قتل یا زمین میں فساد مچانے کے جرم کے بغیر قتل کر دیا گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا اور جس نے ایک جان کی زندگی بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا (سورۃ مائدہ ۳۲)

مطلب : قرآن مجید نے نہایت ہی بلیغ اور مؤثر انداز میں انسانیت کو فروغ دینے اور انسانی زندگی کا احترام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ سارے انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو قابل قدر ہیں، نہ وہ کسی پر ظلم وستم کرے اور نہ کوئی اس پر ظلم کرے، اگر کوئی شخص اس جذبہ سے عاری ہو کر ایک شخص کا قتل کر بیٹھے تو وہ اپنے بے جا مقصد کے لئے بہت سے انسانوں کا قتل بھی کر سکتا ہے اور جو انسانی زندگی کی اہمیت و حرمت کو سمجھتا ہوگا وہ ایک گروہ کی جان بچانے کی بھی کوشش کرے گا جس کی تعبیر قرآن نے یہ بیان کی کہ جس نے ایک جان کی زندگی بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔ گویا اسلام نے ہر قسم کے فتنہ و فساد و سرکشی اور ظلم و طغیانی کو ناجائز قرار دیا اور بتلایا کہ تشدد اور بدامنی پھیلانے والے مجرم ہیں، انہیں شیطنیت و بہیمیت سے روکا جائے کہ یہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اسلام نے انسانوں کی عظمت و عزت کا اس قدر پاس و لحاظ رکھا کہ انسانی جسم اور اس کے اعضاء کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا۔ آج ملکوں اور قوموں کے درمیان طبقاتی کش مکش کے نتیجہ میں خونریزی اور غارت گری کا جو بازار گرم ہے ضرورت ہے کہ ان کو اسلام کے نظام امن و امان کا پیغام سنایا جائے اور بتایا جائے کہ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ (سورۃ نساء)

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ اگر تمام زمین و آسمان کے لوگ ایک مومن کے خون میں شریک ہوں تو اس کے بدلے میں اللہ ان تمام کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ضرور ڈالے گا۔

دنیا کے تمام مذاہب نے احترام انسانیت کو لازمی جزو قرار دیا ہے کوئی بھی مذہب انسانیت کے قتل کی تعلیم نہیں دیتا، لیکن ستم ظریفی کہئے کہ کچھ ممالک اقتدار اور حکومت کے نشہ میں بے قصور انسانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں، مغربی طاقتوں کی شہ پا کر ہندوستان کی احیاء پسند فرقہ پرست طاقتوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں پر حملے تیز کر دیئے ہیں، چنانچہ چند مہینوں پہلے بیف کے نام پر مسلمانوں کے خلاف افترا پردازی کی مہم چھیڑ رکھی گئی اور وحشت و درندگی کی حد کر دی، اخلاق و جنید جیسے معصوم لڑکوں کو شہید کر دیا اور اس کے بعد بھی نہ جانے کتنوں کی عزت و آبرو کو تار تار کیا۔ بہار کے چند اضلاع میں فسادات برپا کر کے بہت سے بے قصور لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیئے، کیا اس ملک کی انسانیت اس درجہ گر چکی ہے کہ انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی قدریں بھی ختم ہوگئیں اگر یہی صورت حال رہی تو ملک کی قومی وحدت اور یک جہتی کو شدید نقصان پہونچے گا اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ ہم سب عالمی سطح پر اسلام کے احکام و قوانین سے دنیا کو پوری طرح آشنا کریں اور سماج کو امن و امان کا گہوارہ بنانے کی مسلسل جدوجہد کریں۔

آب و گل کے کھلونے ہوتے ہیں فرسودہ　　　بشر کو اور ہی نقشے پر ڈھال دے ساقی

صاحب کردار انسان کی پہچان

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز میں بے حیائی ہوتی ہے وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہوتی ہے وہ اسے قابل رشک بنا دیتی ہے۔ (ترمذی شریف)

وضاحت : اسلام مسلمانوں کو باکردار انسان بننے کی تعلیم دیتا ہے اسی بنا پر حدیث پاک میں شرم و حیا کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا اور بے حیائی کو بداخلاقی و بے غیرتی سے تعبیر کیا گیا ہے چونکہ شرم و حیا ایک ایسی صفت ہے جس سے انسان کے اخلاق و کردار بلند ہوتے ہیں اور اس کی شخصیت و کردار میں نکھار پیدا ہوتا ہے ایسا انسان معاشرہ اور سماج میں قابل احترام نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور جب کوئی حیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نظروں میں بے وقعت ہو جاتا ہے، اس کی زندگی بے سمتی کی زندگی ہو جاتی ہے، چنانچہ ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو پہلے اس سے شرم و حیا چھین لیتا ہے، جب اس میں شرم و حیا اور غیرت نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور مبغوض بن جاتا ہے جب اس کی حالت اس درجہ پہونچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے پھر وہ پھٹکارا ہوا مارا مارا پھرنے لگتا ہے، جب اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھن لیا جائے۔ (ترجمان السنۃ ۱۹۸) الفاظ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایمان سے قبل تین صفتوں کا ذکر آیا، حیا، امانت، رحمت، اس کے بعد اسلام کا نمبر ہے ان صفتوں میں امانت کا اسلام سے بہت گہرا رشتہ و تعلق ہے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بچوں کو مسجد میں لانا:

مسجد میں کتنے سال کے بچوں کو لایا جائے، کچھ لوگ بالکل چھوٹے بچوں کو مسجد میں ساتھ لے آتے ہیں، جو مسجد میں پیشاب بھی کر دیتے ہیں، منع کرنے پر مانتے نہیں ہیں اور ہنگامہ کھڑا کرتے ہیں، کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــــــــوفیق

بچوں میں عام طور پر سات سال کی عمر سے شعور کی ابتداء ہو جاتی ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو؛ "مروا اولادکم بالصلواۃ و هم ابناء سبع" (سنن ابی داؤد: ۱/۷۱ باب متی یومر الغلام بالصلواۃ) لہٰذا صورت مسئولہ میں نابالغ بچے اگر باشعور ہوں، پاکی و ناپاکی کو سمجھتے ہوں اور مسجد کے آداب و احترام کا خیال رکھتے ہوں تو انہیں مسجد میں لانا نہ صرف جائز ہے بلکہ نماز کی عادت ڈالنے کے لیے مستحسن و پسندیدہ ہے، اور اگر بچے اتنے ناسمجھ اور کم عمر ہوں کہ انہیں پاکی و ناپاکی اور مسجد کے آداب و احترام کا کوئی شعور نہ ہو اور ان سے مسجد کے ناپاک ہونے کا ظن غالب ہو، تو ایسے بچوں کو مسجد میں لانا صحیح نہیں ہے، کیوں کہ مسجد کی طہارت اور اس کے ادب و احترام کا خیال رکھنا بہر حال ضروری ہے؛" و یحرم ادخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسهم و الا فیکره" (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۱/۴۴۱ مطلب فی احکام المسجد) اس لیے ایسے بچوں کو گھر میں ہی آداب مسجد اور نماز وغیرہ کی تربیت دی جائے۔ فقط

نماز میں بچوں کی صف:

نماز میں بچے کہاں کھڑے ہوں، عام طور سے بچوں کو بالکل پچھلی صف میں کھڑا کر دیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں شرارت اور شور و غل کی مکمل آزادی حاصل ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے بڑوں کی نماز بھی متاثر ہوتی ہے، اور اگر ساتھ کھڑا کرتے ہیں تو تنقید کی جاتی ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــــــــوفیق

اگر بچہ ایک ہو تو اس کو مردوں کی صف میں ایک طرف کنارے کھڑا کیا جائے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں دعوت کھانے کے بعد نماز پڑھائی تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ایک نابالغ لڑکے ضمیرہ بن ضمیرہ ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور خاتون خانہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا ان کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ "فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و صففت و الیتیم وراءه والعجوز من ورائنا فصلی لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رکعتین ثم انصرف" (صحیح البخاری ۱/۵۵ : باب الصلواۃ علی الحصیر) علامہ عینی اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں" و فیه قیام الطفل مع الرجال فی صف واحد" (عمدۃ القاری: ۳/۱۱۲) یعنی نابالغ بچہ ایک ہو تو اس کو صف کے پیچھے نہیں بلکہ مردوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنا چاہئے۔ اور اگر بچے ایک سے زیادہ ہوں تو مسنون یہ ہے کہ ان کی صف مردوں کی صف سے پیچھے ہو جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا "میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کر دوں؛ چنانچہ انہوں نے پہلے مردوں کی صف بنائی، پھر ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی"۔ (سنن ابوداؤد: /۹۸) لہٰذا بچے باشعور ہونے کے ساتھ تربیت یافتہ اور سلیقہ مند ہوں، مسجد کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھنے والے اور اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہوں تو ان کو مردوں کی صف کے پیچھے کھڑا کرنا چاہئے، لیکن اگر شرارتی ہوں، شور و غل اور دھکم پیل کے ذریعہ لوگوں کی نماز خراب کرنے والے ہوں یا ازدحام کی وجہ سے ان کے گم ہونے یا بھٹک جانے کا اندیشہ ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ ان بچوں کے متعلقین ان کو صف میں اپنے ساتھ کھڑا کریں۔

بڑوں اور بچوں کی صف کے درمیان ایک صف کا فاصلہ:

بڑوں کی صف لگنے کے بعد ایک دو صفیں خالی چھوڑ کر بچوں کی صف لگانا شرعاً کیسا ہے؟

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــــــــوفیق

جماعت شروع ہونے کے وقت مسجد میں جو لوگ موجود ہوں ان کی صفیں لگائی جائیں بالغین کی صفیں لگنے کے بعد بغیر کسی فصل کے نابالغ باشعور بچوں کی صف لگائی جائے، بعد میں آنے والے حضرات اگر بڑوں کی صف میں جگہ ہو تو وہاں کھڑے ہوں، ورنہ بچوں کے ساتھ ان کی صف میں، یا صف مکمل ہوگئی ہو تو ان کے پیچھے کھڑے ہوں، اس سے ان کی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیوں کہ بچوں کے ساتھ یا بچوں کی صف کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 15 مورخہ ۲۱/رجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۹/اپریل ۲۰۱۸ء روز سوموار

عروج آدم خاکی

انسان کو اللہ رب العزت نے مٹی سے پیدا کیا، اسے نوری مخلوق فرشتوں پر فوقیت دیا، آتشی مخلوق جنات بھی اس خاکی انسان کی عظمت کو نہیں پہونچ سکے، اللہ رب العزت نے بنی آدم کو مکرم بنایا، باعزت وباعظمت بنایا، تخلیقی اعتبار سے اسے ساری مخلوقات میں ممتاز کیا اور اس کی تخلیق کو خود ہی اللہ نے احسن تقویم کہا: یعنی انسان کو اچھے سانچے میں ڈھالا، اس کے اندر ظاہری اور باطنی ایسی ایسی خوبیاں جمع کردیں، جس کی وجہ سے وہ فرشتوں سے سبقت لے گیا اور مسجود ملائک قرار پایا۔

ماہ وسال گذرتے گیے، انبیاء ورسل آتے رہے، جاتے رہے، مدت ختم ہوتی رہی، لوگ گم گشتہ راہ ہوتے رہے، انسانیت سسکتی رہی، ظلم وستم نے اپنے دست وبازو پھیلادیے، کعبۃ اللہ بھی بتوں کی آماجگاہ بنادیا گیا، عورتوں کی عزت سر بازار نیلام ہوتی رہی، اور لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی رہیں، کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جسے شیاطین نے انسان تک نہ پہونچادیا ہو اور لوگ اس میں مبتلا نہ ہوئے ہوں، ایسے میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم پھر سے لے جانے کے لئے آقا ومولا نافخر موجودات، سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے لوگوں میں اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا، اپنے بھی بے گانے ہوگئے اور بیگانوں کی بیگانگی نے ساری سرحدیں توڑدیں، نت نئے اور نوع بنوع مظالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء پر توڑے گئے، جسم اطہر پر اوجھ ڈالی گئی، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا، ان مصائب وآلام اور آزمائش کے ساتھ دعوت کا کام جاری رہا، آپ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے طائف گئے، وہاں کے اوباشوں نے آپ پر پتھر کی بارش کردی، پائے مبارک لہولہان ہوگئے، زخموں سے چور جب آپ بیٹھ جاتے تو اوباش بچے آپ کو اٹھادیتے اور جب چلنے لگتے تو پتھر برساتے، دل ودماغ کا منتشر ہونا لازمی تھا اور زبان مبارک پر دعاؤں کا جاری ہونا تقاضۂ بندگی، اللہ ہر حال سے واقف تھا اور محبوب کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا چاہتا تھا، اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکاون برس نو مہینے کی ہوئی اور منصب نبوت اور اعلان نبوت پر دس سال گذر گیے تو اللہ نے جیتے جاگتے، جسم وروح کے ساتھ اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا، تاریخ ۲۷/رجب کی تھی، جب آدم خاکی کو اللہ نے ایسا عروج عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا، قربت الٰہی کا وہ مقام کسی اور کے نصیبے میں نہیں آیا ہے، اور نہ آئے گا، سفر کے لیے تیز رفتار سواری براق فراہم کرائی گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لایا گیا، تمام انبیاء کی امامت کرائی گئی، عروج مسجد اقصیٰ سے شروع ہوا، آسمان وزمین کی سیر کرائی گئی، جنت وجہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، بدعملی کی سزا دکھائی گئی، انبیاء ورسل سے ملاقات کرائی گئی اور پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ سے بیت المعمور تک پہونچے، جبرئیل نے بھی ساتھ چھوڑا، دونیزے اور اس سے کم کی دوری خلوت میں رہ گئی، تو اللہ رب العزت نے محبوب کو تحفے پیش کیے اور جو حکم دینا تھا، دیا، بندگی صرف رب کے کرنے کی ہدایت دی گئی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم سے نوازا گیا، ان کو جھڑکنے ،اُف کہنے تک کی ممانعت کردی گئی، ان کے لئے محبت وشفقت سے کاندھے جھکانے اور بارگاہ خداوندی میں ان کے لیے رحمت کی دعا مانگنے کی تلقین کی گئی، قتل وزنا وعدہ خلافی، یتامیٰ کے مال پر تصرف سے دور رہنے کو کہا گیا، فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ،اس موقع سے سب سے بڑا تحفہ نماز کا ملا، ساری عبادتیں اسی زمین پر نازل کی گئیں اور جبرئیل کے ذریعہ بھیجی گئیں، لیکن نماز کا تحفہ رب نے اپنے یہاں بلا کر عطا فرمایا، اب کسی کو معراج نہیں ہوگی، لیکن مؤمن اگر اپنے اندر معراج کی کیفیت محسوس کرنا چاہتا ہے تو اسے نماز سے لو لگانا ہوگا، نماز اللہ سے سرگوشی کا بہترین ذریعہ ہے، اسی لیے نماز کو معراج المؤمنین کہا گیا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں سرگوشی کی، اپنی باتیں رکھیں، امت کی فلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی سلامتی میں نیک ایمان والوں کو شامل کرلیا اسی طرح بندہ بھی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی باتیں دعاؤں کی شکل میں اللہ کے سامنے رکھتا ہے، اپنے سلام میں نیک بندوں کو شامل کرتا ہے، اللہ کی مسلسل عبادت کے نتیجے میں اس کی بندگی اس

وسلم کے سپرد کردیا گیا، قرآن کریم میں اس سفر کے جو مقاصد بیان کیے گیے ان میں سے ایک، آسمان وزمین کی کچھ نشانیاں دکھانی تھیں، یہ نشانیاں کیا تھیں، ہمارے پاس اس کی ترجمانی کے لیے الفاظ نہیں ہیں، کیوں کہ الفاظ کا دائرہ ہمارے محسوسات، مشاہدات اور تعلقات سے آگے نہیں بڑھتا، واقعہ یہ ہے کہ عالم بالا کی نشانیاں انسانی محسوسات اور عقل وتصور سے ماوراہیں، اس لیے اس کی عکاسی الفاظ میں ممکن نہیں، اللہ کے فضل وتوفیق اور اس کی قدرت کاملہ سے اللہ کی ان نشانیوں کو الفاظ کا جامہ پہنا بھی دیا جائے تو انسانی دماغ، ان کے سمجھنے کے بعد قوت برداشت کہاں سے لائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ معراج کے واقعہ پر جسمانی، روحانی، بیداری اور خواب کی حالت کے حوالے سے بڑی بحثیں کی گئی ہیں، سب نے فہم وفراست کے دائرہ میں اسے دیکھا اور چونکہ معیار فہم الگ الگ ہوا کرتی ہے، اس لیے اختلافات ہوئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، یعنی نہ تو یہ مکمل خواب تھا اور نہ یہ ایسا واقعہ تھا جسے جاگنے میں دیکھا جاتا ہے، یعنی ان دونوں سے الگ حالت تھی اور انسان یا تو سوتا ہے یا جاگتا ہے، اس لیے الفاظ بھی اس کے یہاں انہیں دونوں حالات کے لیے پائے جاتے ہیں، ایک تیسری حالت جو معراج کی رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر گذری، ہمارے فہم وادراک سے بالا اور ہمارے پاس اس کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں ہے۔ رہ گئی بات عقل وخرد کی، تو معجزات کہتے ہی ہیں اس کو جو فطری نہ ہو، خرق عادات پر مشتمل ہو، اس کے باوجود ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ جسمانی معراج بھی عقل وخرد سے بعید نہیں ہے؛ کیونکہ جو اللہ آسمان، ستارے اور سیارے کو فضا میں تھام رکھنے پر قادر ہے، اس کے ذریعہ انسانی جسم کو خلا میں لے جانے اور روشنی کی رفتار سے زیادہ تیز لے جانے میں کون سی بات خلاف عقل ہے، ہندوستان میں اس واقعہ کی یاد میں شب معراج ہر سال منایا جاتا ہے، بعض لوگ روزے رکھتے ہیں اور بعض جشن معراج نبی منعقد کرتے ہیں، جلسے جلوس کا اہتمام ہوتا ہے، ہمیں خوب یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اب کوئی دوسری شب معراج نہیں آئے گی، تاریخیں آتی جاتی رہتی ہیں، لیکن اس کو اس معراج کی رات سے کیا نسبت ہے، جس رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شب معراج ہر سال نہیں آتی، صرف تاریخیں آتی ہیں، اور یہ یاددلاتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے آدم خاکی کو کیسا عروج بخشا ہے، اقبال نے کہا

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

قابل تعریف

رام نومی کے موقع سے فرقہ پرستوں نے بہار اور بنگال کو فسادات کی آگ میں جھونکنے کی پوری تیاری کرلی تھی، شہروں اور علاقوں کا انتخاب ہوچکا تھا، اور منصوبے بنالیے گیے تھے، چنانچہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کئی شہروں میں فسادات ہوئے اور اقلیتوں خصوصا مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا، ان واقعات میں سب سے الم ناک واقعہ آسنسول کا تھا، جہاں سولہ سال کے ایک لڑکے صبغۃ اللہ رشیدی کو جلوس میں شامل غنڈوں نے کھینچ لیا، بڑا بھائی تھانے پر شکایت کے لیے گیا تو اسے بھی تھانے پر بیٹھا لیا گیا اور بالآخر ۲۷/مارچ کو جس بچے کو فرقہ پرستوں نے اٹھالیا تھا اس کی لاش ۲۸/مارچ کو مسخ شدہ حالت میں ملی، اس کے اعضا جلائے گیے تھے، ناخن اکھاڑ کر ایذا دی گئی تھی اور اس کو ہلاک کردیا گیا تھا، اس لڑکے نے حال میں ہی حفظ قرآن مکمل کیا تھا، ہائی اسکول کا امتحان دیا تھا، ۲/اپریل کو اس کی دستار بندی ہونی تھی، ہائی اسکول کے رزلٹ آنے کا انتظار تھا، لیکن سب کچھ دھرا رہ گیا اور دستار بندی کی جگہ اسے کفن پہنا کر منوں مٹی کے نیچے ڈال دیا گیا۔

یہ لڑکا نورانی مسجد آسنسول کے امام مولانا امداد اللہ رشیدی کا لڑکا تھا، مولانا کا اصل وطن چک بہاء الدین ضلع سمستی پور ہے، وہ برسوں سے آسنسول میں امامت کرتے ہیں، ان کے متعلقین اور معتقدین کا حلقہ وسیع ہے، چنانچہ جیسے ہی لاش ملنے کی خبر پھیلی لوگ جوق در جوق ان کے گھر پر جمع ہونے لگے، مولانا نے بچے کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا، بھیڑ مشتعل تھی اور لوگ انتقام کے جذبہ سے سرشار تھے، بڑے نازک حالات تھے، آسنسول آتش فشاں کے دہانے پر تھا اور کسی بھی لمحے یہ آتش فشاں پھٹ کر آسنسول خاک وخون میں بدلنے کو تیار تھا۔

ایسے میں مولانا امداد اللہ رشیدی نے اپنے سینے پر صبر کی سل رکھ لیا نہیں فتح مکہ کے موقع سے دشمنوں کے ساتھ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک یاد آیا، قرآن کریم کی آیت وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ یعنی جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں کی طرف نگاہ گئی اور انہوں نے لوگوں سے درخواست کیا کہ انتقام نہ لیا جائے، میں نے اپنے بچے کے قاتلوں کو معاف کردیا، میں نہیں چاہتا کہ جس درد وکرب سے مجھے گذرنا پڑا ہے، کسی اور کو اس مرحلہ سے گذرنا پڑے، مولانا نے آخری بات یہ بھی کہہ دی کہ اگر آپ لوگوں نے انتقام لینے کی کوشش کی تو میں یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

دکھے دل کی اس تقریر کا جوشیلے لوگوں پر اچھا اثر ہوا، اور آسنسول جلنے سے بچ گیا، مولانا کے اس طرز عمل کی ہر

یادوں کے چراغ

آہ-مولانا شمیم نعمانی نہ رہے

: مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ

دنیا میں آنے والا ہر انسان اپنی میعاد پوری کر کے دنیا، خویش واقارب، محبین ومخلصین اور دنیا کی ساری چیزوں کو الوداع کہہ کر رخصت ہو جاتا ہے، انسان تو چلا جاتا ہے مگر ان کے نقوش باقی رہتے، اور انکی یادیں محفوظ رہتی ہیں، جن کی زندگیوں سے خلق خدا جس کی قدر نفع پا رہی ہوتی ہے، اسکی جدائی کے اثرات بھی اس قدر سماج پر مرتب ہوتے ہیں ان کے دائرہ اثر تک تعلق رکھنے والا حلقہ سے تو سوگوار ہوتا ہی ہے دوسروں کو بھی صدمہ پہونچتا ہے، کیوں کہ اچھے اور نفع رساں لوگ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوا کرتے ہیں، اور وہ بالواسطہ ہی صحیح مگر سب کے لئے باعث رحمت ہوتے ہیں، کیوں کہ جس طرح شر متعدی ہوا کرتا ہے، انسانوں کا خیر بھی متعدی ہوتا ہے، خاص طور پر ہم جس دور سے گذر رہے ہیں، یہ قحط الرجال کا زمانہ ہے، چیزیں، سامان زندگی اور اسباب ووسائل تو خوب سے خوب تر ہوتے جارہے ہیں، لیکن انسان بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، ایسے وقت میں سماج ومعاشرہ کے لئے مفید انسان ہماری تلاش اور ہماری جستجو ہے، جہاں ایسے لوگ ملتے ہیں، ان کی پذیرائی ہوتی ہے وہ سرآنکھوں پر بٹھائے جاتے اور دعاؤں سے نوازے جاتے ہیں، بلاشبہ آج بھی ایسے لوگوں کی قدر ہے ایسے لوگ جب ہمارے درمیان سے اٹھ جاتے ہیں، تو ہمارا پورا معاشرتی نظام ٹھپ سا ہو جاتا ہے کاموں کی رفتار سست اور کبھی رک جاتی ہے، پسماندگان لڑکھڑا جاتے ہیں، محلّہ، گاؤں، علاقہ اور ان سے متعلق ادارے، آفس اور تنظیمیں سونی اور مجالس بے رونق ہو جایا کرتی ہیں، ہر طرف ان کی کمی محسوس ہوتی ہے، ایسے ہی سعید ونیک بخت لوگوں میں حضرت مولانا شمیم احمد نعمانی نور اللہ مرقدہ تھے، آپ کا تعلق ریاست بہار کے ضلع مدھوبنی بسفی بلاک کی کثیر مسلم آبادی والے گاؤں پرسونی سے تھا، یہ پورا خطہ علم وآگہی تحریک اور شعور کا گہوارہ ہے، یہ گاؤں دو پنچایت پر مشتمل ہے۔

مولانا نہ صرف اپنے گاؤں بلکہ خطہ کے مقبول علماء میں تھے، زبان وبیان، نعت گوئی، شعر وشاعری اور درس وتدریس میں مہارت رکھتے تھے۔ درمیانی قد، گولائی لئے ہوا پر گوشت چہرہ اور بدن، صاف رنگ، اور لبوں پر مسکراہٹ سجائے ہوئی جاذب شخصیت بااثر عالم دین تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں گوناں گوں خوبیوں اور کمالات کا مالک بنایا تھا وہ ہر مجلس میں باوقار نظر آتے اور لوگ ان کی باتوں کو سنا کرتے تھے، خواہ وہ سماجی، معاشرتی مجلس ہو، دینی اصلاحی اور تحریکی مجلس ہو، ملی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے، مسلمانوں کی رفعت وسربلندی کے لئے اپنے دائرہ اثر تک تادم آخر کوشاں رہے، سماج کے اختلافات اور ان کے مسائل سے دکھی ہوتے اور ان کے حل کی آخری حد تک کوش کرتے، سستی کاہلی سے کوسوں دور ہر دم رواں، دواں اور باحوصلہ انسان تھے، امارت شرعیہ اور ان کے اکابرین سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے، امارت شرعیہ کے پیغام اور اس کی ہدایات پر خود بھی عمل کرتے اور تحریک کی شکل میں لوگوں میں اسے عام کرنے اور اس پر عمل کی اپیل کرتے تھے، دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس گاندھی میدان پٹنہ کی کامیابی کے لئے سرگرم کردار ادا کر رہے تھے، عالمانہ وقار اور داعیانہ کردار آپ کا وصف تھا، ہر جلسہ کی زینت تھے، تقریری صلاحیت کے ساتھ اجلاس کی نظامت، نقابت بڑی خوبصورتی سے فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش گلو بھی بنایا تھا اس لئے جس اجلاس میں شریک ہوتے لوگ آپ سے نعت پاک پڑھنے کی فرمائش کرتے، پرسوز آواز میں جب نعت سناتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا تھا، تحریری صلاحیت بھی خوب تھی، آسان اور مؤثر انداز میں لکھنے کا ملکہ حاصل تھا، آپ کے مضامین، ندائے محمد ویاد ولی اور اردو اخبارات میں متعدد مرتبہ شائع ہوئے۔

آپ کی پیدائش اپنے آبائی گاؤں پرسونی بلاک بسفی ضلع مدھوبنی میں ۱۹۶۳ء میں ہوئی والد گرامی کا نام محمد مستقیم تھا، ابتداء ہی سے والد مرحوم نے آپ کی دینی تعلیم کا اہتمام کیا، آپ کی ذہانت بچپن ہی سے عیاں تھی، ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی اس کے بعد اس گاؤں کے معروف علمی شخصیت جناب قاری مصطفیٰ کی سرپرستی میں بنڈیگا گملا میں تعلیم پائی، وہاں سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دار العلوم مئو یوپی چلے گئے، بخاری شریف حضرت شیخ عبدالحق اعظمی نور اللہ مرقدہ سے پڑھی اور عنفوان شباب میں ۱۹۷۹ء میں سند فضیلت حاصل کر لی، دار العلوم سے فراغت کے بعد تجوید القرآن سمڈیگا میں بحیثیت استاذ مامور ہوئے، وہاں محنت ولگن کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیا، کچھ عرصہ مدرسہ خزینۃ العلوم پوپری سیتامڑھی میں بھی مقبول معلم کی حیثیت سے رہے، بعد میں اپنے گاؤں پرسونی کے مدرسہ اشرف العلوم میں مولوی کے عہدہ پر بحال ہوئے، اپنی خداداد صلاحیت کی وجہ سے عالم کے عہدہ پر پھر فاضل کے عہدہ پر ۲۰۰۷ میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے، آپ کی صدارت میں مدرسہ نے خوب ترقی کیا اساتذہ ومنتظمین باہم شیر وشکر رہے۔

مدرسہ گرچہ بورڈ کا ہے مگر نظامیہ کے طرز تعلیم اور طریقہ تدریس کو مدرسہ نے ترجیح دیا، یہی وجہ ہے کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں مدرسہ نے کافی مقبولیت حاصل کی، مولانا کی قیادت میں مدرسہ بھی آگے بڑھ رہا تھا، گاؤں علاقے اور قریب وبعید کے لوگ آپ سے مستفید ہو رہے تھے مختلف ملی ومذہبی تنظیموں کو علاقائی اور ضلعی سطح پر آپ سے فائدہ پہونچ رہا تھا، لوگوں کی مزید توقعات آپ سے وابستہ تھیں، مگر قضائے الٰہی کے سامنے کس کی چلی ہے، آپ کا وقت موعود آگیا، اور آپ اچانک یکم اپریل ۲۰۱۸ء کی نصف شب کو ہمارے درمیان سے ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر چلے گئے، آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر روتے ہوئے رفیق مکرم جناب مولانا نعیم احمد نعمانی مدرس مدرسہ اشرف العلوم پرسونی پھر مولانا شفیع احمد القاسمی نے علی الصباح دی، تھوڑی دیر کے لئے سکتہ سا طاری ہو گیا، سوچ میں پڑ گیا، آہ مولانا شمیم صاحب ہمارے درمیان اب نہ رہے، کتنے کام کے آدمی تھے، اب تو نہ صرف گاؤں پورا علاقہ پر سناٹی چھا جائے گی، ملی

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

نقوش حیات

: رضوان احمد ندوی

جناب محمد شکیل استھانوی سیرت وکردار کے اعتبار سے ایک صالح نوجوان ہیں، انہوں نے ایک عرصہ تک ہفتہ وار نقیب پٹنہ کی کتابت کی خدمت انجام دی، اس طرح ان سے دیرینہ رفاقت ومعیت کی سعادت حاصل رہی اور محسوس کیا کہ ان کے مزاج میں سنجیدگی اور قلم میں متانت وسلاست کا عنصر غالب رہتا ہے، تحریر وتصنیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں اس لئے وہ وقفہ وقفہ سے علمی، ادبی اور سوانحی موضوعات پر مضامین لکھتے رہتے ہیں جو بہار کے کثیر الاشاعت اخبارات کے صفحات کی زینت بنتے رہتے ہیں، قدرت نے انہیں تذکرہ نویسی اور سیرت نگاری کا خاص ملکہ ودیعت کیا ہے، ماضی میں حضرت مولانا عبدالحکیم خان اور حضرت مولانا اسرار الحق خان کے حالات وکمالات پر عمدہ تصنیف شائع ہو چکی ہے۔ پیش نظر کتاب ''نقوش حیات'' ۲۲۸ صفحات پر مشتمل تقریباً ۲۹/ مذہبی، ادبی اور سماجی شخصیات کے خاکوں کا دلکش مجموعہ ہے، ان میں چھ سات اصحاب فضل وکمال ایسے ہیں جن کا علمی وروحانی فیض اس وقت بھی جاری ہے، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھند، جناب پروفیسر سید طلحہ رضوی برق، مولانا ہلال احمد قادری، مولانا آیت اللہ قادری وغیرہ کا مبارک سایہ ملت پر قائم ودائم ہے، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی عمر میں مزید برکت عطا فرمائے، ان بزرگوں کے علاوہ حضرت مولانا سید نظام الدین امیر شریعت سادس، مولانا سید فصیح احمد، مولانا مظہر الحق، جناب شاہد رام نگری، مولانا ارشد القادری سمیت ۲۱، ۲۲ نامور شخصیات نے داغ مفارقت دیدی اس کتاب مین انہیں بزرگوں ادیبوں صحافیوں اور سماجی خدمتگاروں کی خدمات کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ ان شخصیات کے تعلق سے بیشتر مضامین ذاتی مشاہدات اور تعلقات پر مبنی ہیں، ان میں کچھ مضامین قدرے طویل ہیں اور کچھ نہایت مختصر، مگر ہر شخصیت اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتی ہے، یہ مضامین مختلف وقتوں میں لکھے گئے ہیں، اسلئے اس میں متنوع بھی ہے اور بصیرت ومسرت کا سامان بھی، لائق مصنف نے ''اپنی بات'' کے ذیل میں اس کی وضاحت کردی ہے کہ ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہیں جن کی حیات میں ہی میں نے ان کی خدمات اور کارناموں کو اخبارات کے توسط سے اردو آبادی کو متعارف کرایا ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ شخصیتیں ایسی بھی تھیں جن کی زندگی گوشہ گمنامی میں تھی اور ان کی خدمات کا دائرہ وسیع تھا لیکن ان کی طرف لوگوں کی نظریں نہ گئیں........ میں نے حتی الامکان ان کی خدمات اور ان کے کارنامے کو اپنی جانکاری کے مطابق یا لوگوں سے پوچھ کر صفحہ قرطاس پر سمیٹنے کی کوشش کی۔ جناب محمد حبیب الرحمٰن صدر شعبہ عربی علامہ اقبال کالج بہار شریف نے کتاب کے دیباچہ میں مصنف کے بارے میں اپنے گرانقدر تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ وہ ایک سنجیدہ اور بے لوث قلم کار ہیں اور قلم کی حرمت کی پاسداری کا پورا خیال رکھتے ہیں وہ فرمائشی تحریروں کے لئے قلم کے استعمال کے قائل نہیں ہیں، الا یہ کہ خود ان کا اندروں بھی اس کے لئے انہیں اکساتا ہو، بال شبہہ یہ ان کا ایک بڑا علمی کارنامہ ہے جس کے لئے وہ بجا طور پر تحسین وستائش کے مستحق ہیں۔ مصنف نے کتاب کا انتساب اپنے محسن وکرم فرما جناب پروفیسر جابر حسین کی طرف کیا ہے جس کے لئے وہ میری طرف سے مبارکباد کے لائق ہیں، مگر تعجب اس بات پر ہوا ہے کہ زندوں کی فہرست سے ان کے تذکرہ کو نظر انداز کر دیا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر لائق مصنف کتاب کے دو ابواب قائماں اور رفتگاں کے عنوان سے علاحدہ فصول متعین فرما دیتے تو اس سے ارباب ذوق کو استفادہ کرنے میں سہولت ہوتی اسی طرح اگر شخصیات کی درجہ بندی کر دیئے ہوتے تو حسن ترتیب کی جاذبیت نکھر کر سامنے آتی، ویسے جو کچھ قلمبند کیا گیا وہ لائق ستائش ہے، کتاب زبان وبیان کے لحاظ سے دلچسپ اور معلومات افزا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں زبان وبیان پر قدرت حاصل ہے، طباعت وکاغذ معیاری وپرکشش ہے، سرورق بھی خوبصورت ودیدہ زیب ہے، اردو ڈائرکٹوریٹ محکمہ کابینہ سکریٹریٹ پٹنہ بہار کے مالی تعاون نے مصنف کے مالی بوجھ کر کو ہلکا کر دیا ہے، بہرحال کتاب لائق مطالعہ ہے سیرت وسوانح سے دلچسپی رکھنے والے علم دوست حضرات براہ راست مصنف سے 9631629960 پر رابطہ کریں بصورت دیگر بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ۴ سے تین سو روپے میں خرید کر مطالعہ کریں۔

اقوال زریں

☆ جو لوگ میانہ روی اختیار کرتے ہیں، کسی کے محتاج نہیں ہوتے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆ جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔ (حضرت لقمان علیہ السلام)

☆ جو علم کو دنیا کمانے کے لیے حاصل کرتا ہے علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا۔ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

نئی نسلوں میں دینی بیداری کیسے ہو؟

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

آج کے اس مغرب زدہ دور میں دینی تعلیم کے بہم پہنچانا اور امت مسلمہ کو دینی تعلیم فراہم کرنا نہایت ضروری ہے، آج ہر شخص دینی تعلیم سے منہ موڑ کر عصری تعلیم کے حصول میں منہمک اور مشغول نظر آتا ہے، ہر شخص کا مطمح نظر اور مقصود دنیاداری ہوچکی ہے، سب یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو زمانے اور حالات کے موافق عصری تعلیم سے آراستہ کریں، انگریزی تعلیم دلوائیں، انہیں ڈاکٹر، انجنیئر، سائنٹسٹ بنائیں، انہیں مختلف عصری شعبہ جات سے منسلک کریں، اس طرح والدین اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس میں کوئی خرابی نہیں ہے، ضرور اپنی اولاد کو عصری تعلیم سے آراستہ کریں، عصری تعلیم کوئی شجر ممنوعہ نہیں ہے، عصری تعلیم ضرور حاصل کریں، اپنے بچوں کو عصری تعلیم مہیا کر کے ان کو قوم کا راہنما و رہبر اور سچا ہمدرد، بہی خواہ انسان بنائیں، لیکن اگر یہ عصری تعلیم کا حصول دینی تعلیم سے بیگانہ اور جاہل ہو کر ہوتا ہے، تو یہ ایک مسلمان کے لئے زہر ہلاہل ہے، صرف عصری تعلیم پر توجہ اور دھیان کا مبذول کرنا اور دینی تعلیم سے روگردانی کرنا یہ امت مسلمہ کی نسل نو کے لئے تباہی و بربادی اور ان کی دین و دنیا دونوں کے لئے نقصاندہ اور بربادی کا باعث ہوسکتا ہے، اسی کو اکبر الہ آبادی نے کہا ہے:

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس اک سخن بندہ عاجز کی رہے یاد اللہ کو اور اس کی حقیقت کو نہ بھولو

یہی خطرات کو بھانپتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا تھا:

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیوان ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں گرجوں سے کہیں بڑھ کر ہیں، بنکوں کے عمارات
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات
بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات
وہ قوم کے فیضانِ سماوی سے ہو محروم حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال کے تفکرات اور خیالات کو سامنے رکھ کر یہ بات بلا جھجک کہی جاسکتی ہے کہ علوم عصریہ کا حصول بھی دین کا ایک حصہ ہے، ضرور حاصل کئے جائیں، لیکن ایک مسلمان خودی اور خدا کو بھول کر صرف برق و بخارات میں لگ جائے یہ ایک مسلمان کے لئے بالکل زیب نہیں دیتا، مسلمان کا مقصود اصلی تو اللہ کی عبادت ہے، اس لئے ایک مسلمان فیضان سماوی اور تعلیمات خداوندی اوامر نبوی وارشادات پیغمبری سے تہی دست اور بے گانہ نہیں ہوسکتا، یہ اس کے لئے نہایت پرخطر اور کھٹن راستہ ہے جو اس کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتا ہے۔

موجودہ المیہ یہ ہے کہ موجودہ عصری علوم کو معرفت رب اور خدمت انسانیت سے کاٹ دیا گیا، اس لئے سارے عالم میں یہ واقعات سامنے آرہے ہیں جو جتنا بڑا تعلیم یافتہ ہے وہ اتنی بڑی چوری اور رشوت ستانی اور گھوٹالے میں ملوث ہے، ایک طرف لڑکیوں کے لئے اعلی تعلیم کے ادارے قائم ہورہے ہیں، دوسرے طرف مہیلا عدالتوں اور دار القضاء میں طلاق و خلع کا بازار گرم ہے، شرح پیدائش گھٹتی جارہی ہے، مادری شفقت سے دل خالی ہوتے جارہے ہیں، انجنیئروں اور ڈاکٹروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہے، اور دار المعمرین، آرام گھر، اولڈ ایج ہوم کی تعمیرات کا سلسلہ بھی جاری ہے، جو نیوکلیر کا مالک ہے، وہی انسانیت کا قاتل ہے، دنیا کا سب سے بڑا ڈاکو اور چور ہے، دوائیں اصل مواد سے خالی ہوتی جارہی ہیں، ڈاکٹر مردوں سے بھی حصول مال کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اس قدر اندھادھن عصری تعلیم اپنی نسل نو کو فراہم کر کے زہر مول نہیں لے سکتے۔ علامہ اقبال نے کہا:

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما لے کے آئی مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

حدیث وسیرت کے بعد فقہی عبارتوں کا جائزہ لیا جائے تو متعدد جگہوں پر فقہاء نے عصری فنون حاصل کرنے کو فرض کفایہ قرار دیا ہے، عصری علوم ڈاکٹری اور انجینئرنگ حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ انسانی ضرورتیں پورا کرنے میں خود کفیل رہے اور اسباب کے درجے میں سائنس و ٹکنالوجی کے ذریعہ ملک و قوم کی حفاظت ہوسکے، اور ذریعہ معاش کا بھی سامان ہوجائے، اس کے لئے مغربی نصاب و نظام کے جراثیم سے پاک عصری اسکولوں کا قائم کرنا اسلامی معاشرہ کے لئے ضروری ہے، مختصر یہ کہ دشمن عصری تعلیم کے راستہ سے پوری قوم کو فکری غلامی میں جکڑ رہا ہے کالجس اور اسکول بچوں کے دینی حیاء، انسانی اقدار، بلند کردار کے اجتماعی خودکشی کے اڈے بن چکے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ اسلام کی نظر میں عصری فنون کی اہمیت ضرور ہے لیکن دینی علوم سے صرف نظر کرلیا جائے، ہمارے انجنیر اور ڈاکٹر کو اپنی مذہبی بنیادی معلومات بھی نہ ہوں، ضروریات دین سے ناواقف اور اسکے حاصل کرنے والوں کو بندہ شکم اور بندۂ شہوت بنا کر چھوڑ دیا جائے، والدین کے رشتہ کا تقدس اور بے داغ جوانی سے وہ بے بہرہ ہوں، دیانت داری، انسانیت نوازی کا کوئی جذبہ ان کی تحقیق و ملازمت میں کوئی جگہ نہ رکھتا ہوا ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس لئے آج کے اس دور میں جزء وقتی صباحیہ ومسائیہ مدارس اور مکاتب کی اہمیت نہایت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے؛ آبیاری اور اخلاقیات کی تخم ریزی اور دینی جذبات اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت قرآن کی عظمت، تعلیمات رسول کی محبت یہ مسلمان بچوں کے اندر رونما ہو، ان جز وقتی مدارس میں جہاں ناظرہ قرآن کی تعلیم ہوں، وہیں دینیات اور اردو کی تعلیم کا بھی بندوبست ہو، اس لئے آج ہماری نسل نو کو سوائے انگریزی ہندی اور مقامی زبانوں کے اردو زبان جو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے علمی میراث کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، اس زبان سے ان کی ناواقفیت بڑھتی جارہی ہے، ہم قرآن کو رومن انگلش میں پڑھنا چاہتے ہیں، اس لئے ان جزء وقتی مدارس اور صباحیہ ومسائیہ مکاتب کی ضرورت واہمیت سے بالکل انکار نہیں کیا جاسکتا، اس سے اگر ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے بے گانہ کر کے صرف عصری تعلیم میں مصروف ومنہمک رکھا تو ہماری اولاد جہاں دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی، ان کا دین وایمان ان کا ایقان، اللہ اور اس کے رسول کی عظمت کے نقوش ان کے دل سے مٹ جائیں گے، وہیں یہ نسل اخلاقیات سے بھی عاری، مادہ اور معدہ کی پرورش کی خوگر ہوجائے گی، سوائے مادیات کے اس کا رجحان اور کسی چیز کی طرف نہ ہوگا، وہ ڈاکٹر اور انجنیر بن کر قوم کے خدمت گذار نہیں بنیں گے، خدمت خلق کے جذبے سے بالکل عاری ہوں گے، وہ غریب لوگوں کی خون پسینے سے کمائی ہوئی کمائی ہوا اپنے خواہشات نفس اور لذات دنیا کی تکمیل کا ذریعہ بنائیں گے۔

ان مکاتب ومدارس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا:

"ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہو، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ برس کی حکومت کے باوجود آج "غرناطہ" اور "قرطبہ" کے کھنڈرات اور "الحمراء" کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی "آگرہ" کے "تاج محل" اور دلی کے "لال قلعہ" کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا)" ماہنامہ دار العلوم دیوبند، دسمبر: ۴۹

مولانا آزاد تحریر فرماتے ہیں: "میں جو نئی تعلیم یافتہ حضرات کا ہمیشہ شاکی رہتا ہوں، تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی ہر گذشتہ خوبی کو ان سے دور پاتا ہوں، اور ان کی جگہ کوئی نئی خوبی مجھے نظر نہیں آتی، ہماری گذشتہ مشرقی معاشرت، اوضاع واطوار، اخلاق وعادات، طریق بود وماند یہ سب کے سب انہوں نے ضائع کردیئے، اخلاق وتمدن کے بعد مذہب کا نمبر آیا اور جدید تعلیم وتہذیب کے مندر پر مذہب کی قربانی بھی چڑھائی گئی، خیر مضائقہ نہیں، خرید وفروخت کا معاملہ ہے، اور متاع بھی بہا ہاتھ آتی ہو، تو دل وجان تک کو اسکی قیمت میں لگادیتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ دے کر وہ کونسی چیز ہے، جو ہاتھ آئی، علم؟ نہیں، اخلاق؟ نہیں، تہذیب ومعاشرت؟ نہیں، ایک پوری انگریزی زندگی؟ نہیں، ایک اچھی مخلوط معاشرت، یہ بھی نہیں، یہ کیا بدبختی ہے کہ جیب اور ہاتھ دونوں خالی ہے (موج کوثر: ۸۵۲-۹۵۲)

مفکر اسلام ابو الحسن علی ندویؒ نے فرمایا تھا:

"ہر جگہ مکاتب اور جزء وقتی مدارس کا جال پھیلا، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، دیہات دیہات، ہر جگہ مکاتیب اور جزء وقتی مدارس ہونا چاہئے، اس لئے کہ جب انقلاب آئے تو ان گاؤں دیہاتوں تک پہنچتے پہنچتے اپنی موت آپ مرجائے گا"۔ اور ایک جگہ علامہ ندویؒ فرماتے ہیں:

"اگر کسی ماں کی گود سے بچہ چھین لیا جائے تو کہرام مچ جاتا ہے، لوگ دوڑ پڑتے ہیں، پوری بستی میں ہنگامہ ہوجاتا ہے اور یہ ڈر ہوجاتا ہے کہیں فساد نہ ہوجائے، اس وقت ایماندار ماؤں کی گود سے نہایت اطمینان سے بچے چھینے جارہے ہیں، لیکن ہمیں اس کا احساس تک نہیں) یعنی ایمانی ماؤں کے گود سے ان کے بچے ان کی غیر ایمانی ذہن سازی کر کے چھینے جارہے ہیں) مکاتب کی اہمیت اکابرامت کی نظر میں: ٦(

اس لئے ہر مسلمان عصری تعلیم حاصل کررہے بچے کو ان جزء وقتی مدارس اور صباحیہ وعشائیہ مکاتب میں دینی تعلیم کا نظم ضرور کرنا چاہئے، کہ ان کی پرورش وپرداخت دینی مزاج اور دینی رخ پر ہو، یہ ملحد اور دہریہ نہ بن جائیں، یہ خدا کی خدائی کے منکر، رسول کی رسالت سے بیگانہ اور شریعت کی تعلیمات سے نا آشنا رہ جائیں، صرف انہیں سوائے لوگوں کے پیسوں پر نظر کے ان کا کوئی مطمح نظر نہ رہ جائے۔

اس لئے ان جز وقتی مدارس کی اہمیت اس بات سے دوچند ہوجاتی ہے کہ یہ جزء وقتی مدارس علوم عصریہ کو حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے ان کی دینی استقامت، ان کی اخلاقی بالیدگی اور درستگی اور ان کے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آگاہی اور معرفت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

اس لئے ضرورت اس بات کہ ہے کہ اپنی اولاد کو عصری تعلیم سے آراستہ ضرور کریں، لیکن دینی تعلیم سے پہلوتہی کرنا یہ ان کی اسلامی زندگی کے لئے بڑی پرخطر راہ ہوسکتی ہے، جس کا انجام بھی بہت برا ہوسکتا ہے، اس میں یہ جز وقتی مدارس اور صباحیہ ومسائیہ مکاتب بہت اہم رول ادا کرسکتے ہیں، اس طرح کے مداس کو عام کیا جائے، نسل نو کی ایمان واسلام اور معرفت رب ورسول کو باقی رکھنے کے لئے جدوجہد کی جائے، ان مکاتب اور جزء

طلاق ثلاثہ بل کے نقصانات

مولانا سید احمد خضر شاہ

۲۸/دسمبر ۲۰۱۷ کو لوک سبھا میں عورتوں کے تحفظ کے زیرعنوان ایک ایسے قانون کو منظوری دی گئی، جس کا تعلق خالص مسلمانوں سے ہے۔ اس کی زد براہِ راست شریعت پر پڑتی ہے، جو آئین ہند کے پورے طور پر منافی اور ناانصافیوں سے سراسر بھرا ہوا ہے۔ ملک کے آئین نے اپنے عوام کو مذہبی آزادی کے مکمل حقوق دیے ہیں۔ لیکن یہ قانون اس آزادی پر پوری طرح خنجر چلاتا اور آئین کی بالادستی کو ختم کرتا ہے۔

طلاق کا مقصد کیا ہے؟:

ہندوستان کے اس نئے نویلے قانون پر تبصرہ کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مقصدِ طلاق پر مختصر روشنی ڈال دی جائے۔ طلاق کے معنیٰ ''آزادی'' کے آتے ہیں۔ دو اجنبی مرد وعورت دو گواہوں کی موجودگی میں باہمی رضامندی سے ایجاب وقبول کے بعد ایک دوسرے کے لیے شریکِ حیات بن جاتے ہیں۔ یہ مرد وعورت کے درمیان زندگی کا سفر ساتھ ساتھ گزارنے کا ایک مقدس معاہدہ ہوتا ہے۔ اس طرح ازدواجی زندگی کی شروعات ہوجاتی ہے۔

انسانی زندگی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی۔ کبھی حالات ایسے بن جاتے ہیں کہ میاں بیوی میں نباہ کی صورت کالعدم ہوجاتی ہے ایسے وقت میں کبھی مرد چاہتا ہے کہ بیوی سے نجات پائے اور کبھی عورت چاہتی ہے کہ شوہر سے نجات ملے کبھی دونوں ہی ایک وقت میں ایک دوسرے سے علاحدگی کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ اسلام نے سب کیلئے راستے کھلے رکھے ہیں۔ نباہ نہ ہونے کی صورت میں میاں بیوی اپنا یہ رشتہ ختم کرسکتے ہیں، یہی رشتہ ختم کرنا ''طلاق'' کہلاتا ہے۔ طلاق کے مختلف طریقے شریعت اسلامیہ میں بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے طلاق رجعی، طلاق بائن، طلاق احسن اور طلاق بدعت زیادہ مشہور ہیں۔ طلاق کی ان ساری قسموں سے مرد وعورت کا ازدواجی رشتہ ختم کیا جاسکتا ہے۔

اسلام میں طلاق پسندیدہ چیز نہیں:

یہاں یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ اسلام نے رشتے نبھانے کی زبردست تلقین کی ہے اور واضح پیغام دیا ہے کہ اس رشتے کو چلانے کے لیے جس حد تک بھی کوشش کی جاسکتی ہو کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تلخیوں کو ختم کرنے کے لیے متعدد کوششیں اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، جن میں افہام وتفہیم بھی داخل ہے۔ جب رشتہ چلنے کا کوئی امکان ہی نہ بچے تو طلاق کا راستہ رکھا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ جذبات میں طلاق نہ دی جائے، بلکہ پورے ہوش وحواس اور موقع محل دیکھ کر اپنے اس آخری راستے کو اختیار کیا جائے، چنانچہ کہا گیا ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے، بلکہ پاکی کی حالت میں مرد اپنا یہ حق استعمال کرے۔ پاکی کا یہ دورانیہ ایسا ہو کہ مرد نے اپنی بیوی سے صنفی تعلق قائم نہ کیا ہو۔ اور طلاق بھی صرف ایک ہی دے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے ''طلاق احسن'' کہا گیا ہے۔ مسلمانوں کا پڑھا لکھا اور دیندار طبقہ اسی طرح طلاق دیتا ہے، طلاق دینے کا یہ طریقہ سب سے شاندار ہے۔

طلاق بدعت سے پیغمبر کی نفرت:

لیکن مسلمانوں کا جاہل طبقہ دین کا مناسب علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ ایک ساتھ تین دفعہ طلاق دی جائے، تبھی طلاق پڑتی ہے، تین سے کم طلاق پڑتی ہی نہیں، اسی نادانی کے سبب کچھ مسلمان ایسا کر گزرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں۔ طلاق کا یہ طریقہ شریعت کی زبان میں ''طلاق بدعت'' کہلاتا ہے۔ رشتہ ختم کرنے کا یہ راستہ انتہائی نامناسب اور موجب گناہ ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقے پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

مگر طلاقیں پڑ جاتی ہیں:

اگلی بات سمجھنے کے لیے ایک مثال پیشِ خدمت ہے، ہر انسان کے یہاں قدرتی طور پر ماں باپ کا احترام پایا جاتا ہے۔ اولاد ان کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ ان کو کسی طرح کی اذیت پہونچانا تو درکنار، اگر کسی نے غصے میں ''اف'' کہہ دیا تو بھی اس نے جرم ہی کیا۔ کون بندہ ہوگا جو اپنے ماں باپ پر گولیا چلادے، لیکن اگر خوانخواستہ کوئی بدنصیب گولی چلادے اور ایک ساتھ تین تین۔ تو اگرچہ یہ عمل بہت بڑا جرم اور سنگین گناہ ہے، مگر یہ تینوں گولیا اپنا کام کرجاتی ہیں، اور متاثرہ کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں، پھر اس کے لیے آخری رسومات کے مراحل پیش آتے ہیں۔ کوئی یہ کہے کہ اگرچہ تین گولیاں ماں کو لگیں، مگر وہ کسی حال میں مرنہیں سکتی، کیوں کہ ماں کو گولی مارنا حرام اور سنگین جرم ہے، تو یہی کہا جائے گا کہ وہ اپنا دماغی علاج کرائے۔ کوئی مانے یا نہ مانے تین گولیاں جسم پر لگیں اور اس کی روح نکل گئی تو یہی کہیں گے کہ اس کی وفات ہوگئی ہے، حرام ہونا اپنی جگہ، مگر گولیوں نے تو اپنا کام کر ہی دیا۔ ٹھیک یہی حال تین طلاقوں کا بھی ہے۔ اگر مرد نے اپنی بیوی کو ایک سانس میں تین طلاقیں دے دیں تو اگرچہ یہ گناہ کی بات ہے، مگر جب تین طلاقیں دے دیں تو تینوں پڑ گئیں۔ کوئی یہ کہے کہ تین طلاقیں دینا حرام ہے تو پھر پڑیں کیسے؟ تو جواب یہی ہوگا کہ ماں کو گولیاں مارنا بھی سنگین جرم ہے، مگر جب گولیاں چلادیں تو وہ مرگئی۔ لوگوں کو سمجھنے میں یہی دھوکہ ہوا ہے۔ ہندوستانی عدالت سے بھی یہی چوک ہوئی۔ کوئی وکیل اسے یہ مسئلہ سمجھا نہیں سکا، شاید وکیل نے خود بھی نہ سمجھا ہو۔

ہندوستان کا جدید قانون طلاق:

گزشتہ ۲۸/دسمبر کو لوک سبھا میں تین طلاقوں کے مسئلے میں جو قانون پاس ہوا ہے، وہ ہر طرح غلط ہے، اس میں اگرچہ طلاق بدعت کا اطلاق ''ایک ساتھ میں تین طلاقوں'' پر کیا گیا ہے، مگر درحقیقت اس کے اثرات دور تک پہونچیں گے۔ اس قانون میں ہے کہ جو بھی طلاق فوری طور پر اپنا اثر دکھاتی ہو اور رشتہ بالکلیہ ختم ہوجاتا ہو، سب سنگین جرم ہے۔ اس قانون کی رو سے اوپر بیان کردہ طلاق بدعت کے علاوہ حالتِ حیض میں دی جانے والی طلاق، اسی طرح طلاق بائن، نیز خلع سے طلاق نہیں پڑے گی، میاں بیوی کا رشتہ حسب سابق باقی رہے گا، علاوہ ازیں یہ سنگین جرم بھی مانا جائے گا۔ ایسے مرد کو تین سال جیل میں گزارنے پڑیں گے، بیوی بچوں کا نان ونفقہ بھی اس کے ذمے ہوگا، غور کیا جائے تو یہ قانون عجیب وغریب اور سخت ناقابل فہم ہے۔ جب حکومت اسے طلاق مان ہی نہیں رہی تو اسے جیل کی سزا کیوں؟ یہ تو کھلا ہوا تضاد ہے۔ سزا جرم پر ہوتی ہے، جب طلاق پڑی ہی نہیں تو جیل کیوں؟ پھر وہ جیل پہونچ گیا تو وہ کمائے گا کیا اور بیوی بچوں کو دے گا کیا؟ اسلام کی رو سے جب تین طلاقیں دے دی یا طلاق بائن دے دی تو میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوگیا، عدت تک تو عورت کا خرچ مرد کے ذمے ہے، مگر عدت کے بعد مرد بھی ہر طرح آزاد ہے اور عورت بھی۔ لیکن یہ قانون کہتا ہے کہ رشتہ باقی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صنفی تعلقات حسبِ سابق بنائے جاسکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام میں اس طرح کی طلاق کے بعد بغیر جدید نکاح کے صنفی تعلقات ''زنا'' کی فہرست میں داخل ہوں گے۔ زنا سخت ترین جرم ہے۔ اس قانون کی پیچیدگیاں دیکھ کر نئی نسلیں شادی سے کترائیں گی، ایسی پریشانی کون جھیلنا چاہے گا؟ نتیجتاً نسب سے محروم بچوں کی بہتات ہوجائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوگا۔ یہ اللہ کے عذاب کا بھی ایک بہت بڑا سبب بنے گا، اسی لیے حکومت سے میری گزارش ہے کہ طلاق کے اس قانون کو ختم کردے، تاکہ آئین کی روح بھی برقرار رہے، مذہبی آزادی بھی باقی رہے، ساتھ ہی شہریوں کی مشکلات کو بھی راہ نہ ملے۔

ملک کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری

مفتی محمد امام الدین قاسمی

اس وقت ہمارا ملک نہایت ہی نازک دور سے گذر رہا ہے، ملک کی سالمیت اور جمہوریت بحران کی شکار ہے، یہاں کی اقلیت اور دلت آبادی فرقہ پرستوں کے ہاتھوں مسلسل ظلم کی شکار ہورہی ہے کبھی گئو رکشا کے نام پر گائے کا گوشت لے جانے اسے ذبح کرنے اور فروخت کرنے کا جھوٹا الزام لگاکر بھیڑ کے ہاتھوں ایک بےقصور انسان کا پیٹ پیٹ کر بے رحمی سے قتل کیا جانا آئے دن کا واقعہ ہوگیا ہے قدم قدم پہ فتنوں کا ہجوم ہے، خواہشات نفس کی رغبت جس کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بآسانی فراہم ہے برائیوں کو عروج اور اچھائیوں کو زوال کی طرف لے جایا جارہا ہے، بے حیائی وبے شرمی، بدکاری وبداخلاقی کا

کسان خودکشی کررہے ہیں، لاؤڈاسپیکر سے آذانوں پر پابندی لگانے کی بات کی جارہی ہے، قانون کے محافظ اور تحفظات کی ذمہ داری سنبھالنے والے افراد بھی مسلم دشمنی پر کمربستہ ہیں، دہشت گردی کے نام پر مسلم نوجوانوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالنا عام سی بات ہوگئی ہے، بعض جگہ تو ہجوم نے حد کردی کہ بےقصور انسان کو موت کے نیند سلادیا اور حکومتیں خاموش تماشائی بنی رہی، ائمہ ومؤذن کو بھی بلاوجہ شہید کیا جارہا ہے، افسوس تو اس بات کا ہے کہ ملک میں گھوٹالے پر گھوٹالے ہورہے ہیں، اخبار اور نیوز چینلوں میں پرخبر نشر ہونے کے باوجود عوام کے پسینہ کی کمائی ضائع ہورہی ہے، تعلیم یافتہ نوجوان مایوسی کا شکار ہے، انسانیت

ئے ملک کے جملہ باشندوں کے درمیان آپسی محبت اور بھائی چارگی کا ماحول قائم کیا جائے، گاؤں، دیہات، شہر پنچایت غرضیکہ ہر سطح پر کوشش کی جائے، خاص طور پر برادران وطن اور کمزور طبقات کو بھی اس کوشش میں شامل کیا جائے تاکہ ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی حفاظت ممکن ہو سکے۔ اشتعال انگیز بیانات سے احتراز کیا جائے، تاکہ کسی مذہب، کسی قوم اور برادری کی توہین نہ ہو۔

ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب اس بات کا عہد کریں کہ امن وانصاف کے علمبردار مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ

پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ کی سیاست

دیویندر سنگھ اسوال سابق ایڈیشنل سیکریٹری لوک سبھا (روزنامہ لوک تیج ؛ ۶/ اپریل ۲۰۱۸ء) ترجمہ: محمد عادل فریدی

نوک جھونک، روک ٹوک، ہنسی مذاق، طنز ومزاح، اتفاقی رکاوٹیں، منطقی دلیلیں، حاضر جوابی وغیرہ ایسے ہنر ہیں جو پارلیامنٹ کی کارروائیوں کو خوبصورت بناتے ہیں اور اس کے ماحول کو زندہ اور خوشگوار رکھتے ہیں۔ یہ بنیادی بحثوں کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ارکان پارلیمان کے اندر قوت گویائی پیدا کرنے اور ان کی تقریری صلاحیت کو نکھارنے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ سب تبھی ممکن ہیں جب ارکان پارلیمان پارلیامنٹ میں حاضر ہوں، مقررہ وقتوں پر پارلیامنٹ کی نشستیں پابندی کے ساتھ ہوں، نظریاتی وفکری سخاوت ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پارلیامنٹ کی کارروائی صحیح ڈھنگ سے چلے۔ آئین کے اندر یہ ضابطہ موجود ہے، پارلیامنٹ کے دو سیشنوں کے بیچ میں چھ مہینہ سے زیادہ کا فاصلہ نہ ہو، اگرچہ ہماری پارلیامنٹ کو سال میں تین بار صدر جمہوریہ خطاب کرتے ہیں، مگر دنیا کی چند اہم پارلیامنٹوں کے مقابلہ میں دیکھیں تو ہندوستانی پارلیامنٹ کی سالانہ نشستوں کی مدت اور تعداد دوسرے ملکوں کی پارلیامنٹوں کی سالانہ نشستوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ انگلینڈ کی پارلیامنٹ میں سالانہ نشستوں کی تعداد اوسطاً ایک سو چالیس دن، ۱۶۷۰/ گھنٹے ہوتی ہے، امریکہ میں ۱۳۶/ دن ۲۰۰۰/ گھنٹے، جبکہ آسٹریلیائی پارلیمانٹ سال میں کل ۶۴/ دن ۶۲۶/ گھنٹے کام کرتی ہے۔ جب کہ ہندوستانی پارلیامنٹ میں ۶۴/ دن ۳۳۷/ گھنٹے کام ہوتا ہے۔ پندرہویں لوک سبھا میں کل ۳۵۷/ نشستیں ہوئیں، اور صرف ۱۳۴۴/ گھنٹے ہاؤس چلا، جس میں سے ۸۹۱/ گھنٹے رکاوٹوں اور التوا کی وجہ سے خراب ہوئے، یہ حالت ہوئی جب کہ 2G اسپیکٹرم، آدرش سوسائٹی اسکیم، کامن ویلتھ گیمز، کوئلے کی کانوں کی تقسیم میں ہوئی دھاندلی جیسے بڑے بڑے مسئلے زیر بحث آئے۔ اس کے علاوہ تیلنگانہ ریاست کے قیام کو لے کر بار بار پارلیامنٹ کی نشستیں ملتوی ہوئیں، ساتھ ہی پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کا ایک نیا ناشائستہ طریقہ سامنے آیا، جب تیلنگانہ مسئلہ کو لے کر برسر اقتدار جماعت کے ہی کچھ ناراض ممبران تختیاں لے کر ہاؤس کے بیچ میں آکر بحث کو چلنے سے روکنے لگے۔ سولہویں لوک سبھا کے شروعاتی کچھ سیشن تو ٹھیک ٹھاک چلے، لیکن پچھلے سیشن سے دونوں ہاؤس (ایوان بالا وایوان زیریں) کی نشستیں لگاتار ملتوی ہونے لگی ہیں، پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کا بہت ہی نامناسب طریقہ یعنی تختیاں لے کر ہاؤس کے بیچ میں آجانا اب ممبران کی عادت بنتی جارہی ہے۔ ضابطہ کے مطابق جب کچھ ارکان پارلیامنٹ ہاؤس کے بیچ میں آجائیں تو اسپیکر کو چارو ناچار پارلیامنٹ کی کارروائی ملتوی کرنی پڑتی ہے۔ موجودہ سیشن میں تو ٹکراؤ اور رکاوٹوں کی وجہ سے کیبینٹ میں عدم اعتماد کی تجویز کو یہ کہہ کر اسپیکر نے خارج کردیا کہ ہاؤس منظم نہیں ہے، تو دوسری جانب بدانتظامی اور شور شرابے کے درمیان کئی بل اور 2018-19 کا بجٹ بغیر بحث کے ہی پاس کردیا گیا۔ پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ کی وجہ سے کتنا نقصان ہوتا ہے، اس کا اندازہ لگایا جاتا ہے، پارلیامنٹ کے سالانہ بجٹ کو ۳۶۵ سے تقسیم کرکے پھر پارلیامنٹ پر ہونے والے روزانہ کے اخراجات کو نکال کر ایک آسان تخمینہ بنایا جاتا ہے، جو کہ میرے حساب سے غلط ہے، ایک دن پارلیامنٹ نہ چلنے سے صرف اتنا ہی نقصان نہیں ہوتا، بلکہ بار بار رکاوٹ ڈالنے اور پارلیامنٹ کے لگاتار ملتوی ہونے سے پارلیامنٹ کے کام کرنے کی صلاحیت کتنی کمزور ہوتی ہے، اس کی شبیہ کو کتنا نقصان پہونچتا ہے اور پارلیمانی جمہوریت کی کتنی توہین ہوتی ہے اس کا مالی تخمینہ نہیں لگایا جاسکتا۔ پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے اور بار بار ہاؤس کے ملتوی ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے ممبران کا اعتماد بحث میں کم اور پارلیامنٹ کے اندر دھرنا دینے میں زیادہ ہے، پارلیامنٹ میں ملک کے سلگتے مسائل، عوام کی امیدوں اور توقعات پر بحث ہونی چاہئے، تاکہ ان کا ممکن حل نکالا جاسکے، انتظامیہ کی من مانیوں پر لگام رہے، اور سرکار پارلیامنٹ اور عوام کے بیچ جواب دہ بنی رہے۔ عوام اپنا نمائندہ اس امید میں چنتی ہے کہ وہ پارلیامنٹ میں ان کے مسائل کی فکر لے کر جائیں گے اور اس پر بحث کریں گے، ارکان پارلیامنٹ اپنی ذمہ داریوں کو دیانت سے انجام دیں گے تاکہ اچھے قانون بنیں، مگر آج حالت یہ ہے کہ عوام کے یہ نمائندہ چند ایک کو مستثنیٰ کرکے سیاسی جماتوں کے پیادے زیادہ بنے ہوئے ہیں اور عوامی نمائندہ کم۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ ارکان اپنے ضمیر کو سلا کر صرف اپنی پارٹی کا حکم بجاتے ہیں۔ ساری سوچ اور فکر اپنی پارٹی کے مفاد اور اپنا اگلا الیکشن جیتنے تک سمٹ گئی ہے، کئی بار چند سینئر ممبران پارلیامنٹ ایسی قابل اعتراض غیر پارلیمانی اور غیر آئینی رویوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرچکے ہیں۔ بی جے پی کے قدآور رکن پارلیمان لال کرشن ایڈوانی نے تو لاچار ہوکر کہا تھا کہ ان کا استعفیٰ دینے کا دل کرتا ہے۔

ایک کہاوت ہے کہ جمہوریت میں اقلیت اپنی بات رکھتی ہے اور اکثریت اپنے من کی کرتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پارلیمانی جمہوریت کو کئی ماہرین سیاست اکثریت کی تاناشاہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر اب نظارہ بدل گیا ہے، اب اقلیت رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور اکثریت بحث نہیں کرتی یا بحث نہیں کرنا چاہتی۔ کچھ تختی لیے ہوئے لوگ جمہوری نظام کو پٹری سے اتارنے میں لگے ہوئے ہیں اور اسے جبراً بھٹکا رہے ہیں۔ ہر ممبر پارلیامنٹ کو اور ہر سیاسی پارٹی کو پارلیامنٹ میں اپنی بات رکھنے اور اپنی رائے ظاہر کرنے کا آئینی حق حاصل ہے، اگر وہ غیر مطمئن ہیں، یا غیر متفق ہیں تو اپنی رائے ہاؤس میں پیش کرسکتے ہیں، یا احتجاج ظاہر کرتے ہوئے ہاؤس سے واک آؤٹ کرسکتے ہیں۔ لیکن اب اس کے بجائے ایسا طریقہ اپنایا جاتا ہے کہ ہاؤس کی کارروائی ٹھپ کرنے پر اسپیکر کو مجبور ہونے پڑتا ہے۔ کیا ہاؤس کو بار بار ملتوی کرنا ہی احتجاج یا ناراضگی ظاہر کرنے کا واحد طریقہ رہ گیا ہے؟ کیا اب پارلیامنٹ میں بحث، اظہار رائے اور اختلاف رائے کے بجائے دھرنا اور مظاہرے ہی ہوا کریں گے؟ کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ پارلیامنٹ کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی رکنیت ختم کرنے پر غور کیا جائے؟ یہ بھی ضروری ہے کہ ارکان پارلیامنٹ کی اہمیت صرف سرکار کی تشکیل اور سرکار بچانے تک محدود نہ ہو اور وہ قومی مسئلوں پر اپنے ضمیر کی آواز کو سنیں، تاکہ واضح پیغام جائے کہ وہ پارٹی کی کٹھ پتلی نہیں ہیں، برسر اقتدار جماعت کی خاص ذمہ داری ہے کہ وہ ہاؤس سے باہر بھی حزب اختلاف سے گفت وشنید کا دروازہ کھلا رکھے۔ گفت وشنید میں پہل کرے، اعتماد اور موافقت قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ کوآپریٹو فیڈرلزم کے ضابطہ پر عمل کرتے ہوئے علاقائی پارٹیوں اور حزب اختلاف کا تعاون حاصل کرے، پارلیامنٹ میں بحث ومباحثہ ہو، اختلاف رائے ہو، صحت مند بحثیں ہوں، نتیجہ خیز تخلیقی نظریات پر گفتگو ہو، طے شدہ نظام کے مطابق پارلیامنٹ کی کارروائی چلے، اسپیکر ہاؤس کے سبھی طبقوں کا اعتماد حاصل کرے، تبھی دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کو فوقیت حاصل ہو پائے گی۔

رام کے نام پر

رام نومی کا تہوار اس بار کئی ریاستوں میں جس طرح کی فرقہ وارانہ کشیدگی لے کر آیا، اس کو فطری نہیں مانا جاسکتا ہے۔ پہلی نظر میں اس کا سیدھا رشتہ سیاست سے لگتا ہے، مغربی بنگال میں لیفٹ کی طاقت کمزور کرنے کے بعد ترنمول کانگریس کو اپنا تسلط قائم رکھنا ہے، اس کا مقابلہ کانگریس سے تو ہے ہی، مگر اس بار بی جے پی بھی اپنا پورا زور لگائے ہوئی ہے، روایتی طور پر مغربی بنگال میں درگا اور کرشن کی پوجا کا ہی رواج زیادہ رہا ہے، مگر رام کے نام پر چلی ہندوتو برانڈ کی سیاست کا اثر کہئے یا کچھ اور اس بار بنگال کے مرشد آباد، بردوان وغیرہ ضلعوں میں رام نومی کا تہوار اس بار پوجا پاٹھ کے بجائے مار پیٹ اور دنگا فساد لے کر آیا۔ بہار میں اس تصادم سے سب سے زیادہ متاثر اورنگ آباد ضلع ہوا، لیکن چھوٹی موٹی وارداتیں صوبے کے مختلف مقامات پر ہوئیں، ایک ہفتہ پہلے ہی بھاگل پور میں فساد ہوا تھا جس کو بھڑکانے کا الزام مرکزی وزیر اشونی کمار چوبے کے بیٹے ارجیت شاشوت پر ہے۔ بہار اس لحاظ سے بالکل منفرد ہے کیوں کہ یہاں گذشتہ اسمبلی انتخابات میں بی جے پی بدترین شکست جھیلنے کے باوجود اقتدار کی کرسی پر قابض ہے، اس شکست کا داغ اس کو اگلے جنرل الیکشن میں دھونا ہے، لیکن ایسا نہیں لگتا ہے کہ پارٹی کے اندر اس کے بارے میں کوئی موثر حکمت عملی بن رہی ہے، اقتدار پر قابض دو جماعتوں میں سے ایک فریق جنگل راج کے برعکس ''وکاس'' اور ''سوشان'' کے فارمولے کو اثر دار مانتا ہے، تو دوسری طرف دوسرا فریق تشدد آمیز ہندوتو کو ہی ہر مرض کا علاج سمجھتا ہے۔ حالیہ وارداتوں میں کچھ مبصرین کا کہنا ہے کہ اس کے پیچھے بی جے پی کے انہیں دونوں دھڑوں کے تسلط کی لڑائی اہم رول ادا کررہی ہے۔

فلسطین کے مسئلے پر مسلم دنیا متفقہ موقف اختیار کرے

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے ایک امریکی میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلیوں کو اپنے وطن میں اور پرامن طور پر رہنے کا حق ہے۔ انہوں نے متنازع خطے پر اسرائیلی اور فلسطینی دعوؤں کو برابر کا قرار دیا مگر ساتھ ہی واضح کیا کہ ہمیں ایک معاہدے کو یقینی بنانا ہوگا۔ انہوں نے سعودی موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ سعودی عرب اب بھی ایک خود مختار فلسطینی ریاست کا حامی ہے۔ دریں اثناء سعودی فرمانروا شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ ٹیلی فونک بات چیت میں کہا ہے کہ مسئلہ فلسطین پر سعودی عرب کا موقف ٹھوس اور واضح ہے یعنی ان کا ملک فلسطینی عوام کے قانونی موقف کی بھرپور تائید کرتا ہے انہوں نے امریکی صدر پر زور دیا کہ فلسطین کی ایسی آزاد ریاست کو یقینی بنایا جائے جس کا دارالحکومت بیت المقدس ہو۔ سامراجیوں نے عالم اسلام اور عرب دنیا کی ترقی وخوشحالی کی راہ روکنے کیلئے صہیونی ریاست اسرائیل کا خنجر امت مسلمہ کی پشت میں گھونپا، یہودی آج جس سرزمین پر اپنا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اسے وہ صدیوں نہیں بلکہ دو ہزار سال سے بھی پہلے چھوڑ کر مختلف ملکوں میں تتر بتر ہوچکے تھے۔ فلسطینی عربوں اور یہودیوں کے درمیان لڑائی جھگڑوں کی ابتداء اس وقت ہوئی جب برطانیہ کے وزیر خارجہ بالفور نے 1917 میں فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کا اعلان کیا۔ 1948 تک اقوام متحدہ، برطانیہ اور فرانس نے اس قضیئے میں کوئی مداخلت نہ کی، یہاں تک کہ غاصب یہودیوں نے چھینے ہوئے علاقوں میں اسرائیل کے نام سے ریاست قائم کرلی، جسے اقوام متحدہ نے تسلیم کرتے ہوئے ارض فلسطین کو دو حصوں میں

سید محمد عادل فریدی

سعودی عرب میں تفریحی صنعت کے فروغ کی تیاریاں

سعودی عرب نے ۱۸/اپریل کو دارالحکومت الریاض میں مملکت کے پہلے سینما گھر کے افتتاح کا اعلان کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۰۳۰ء تک سعودی عرب کے مختلف شہروں میں ۳۵۰ سینما گھر کھولے جائیں گے اور ان میں ۲۵۰۰/اسکرینیں نصب کی جائیں گی۔ سعودی عرب نے تفریح کے شعبے اور صنعت کو ترقی دینے کے لیے آیندہ پانچ سال کے دوران میں ۱۵/شہروں میں ۴۰/سینما گھر کھولنے کا اعلان کیا ہے۔ تفریحی شعبے میں آیندہ دس سال میں ۶۴/ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ سعودی مملکت میں سینما گھروں کے کھلنے سے جی ڈی پی میں ۲۴/ارب ڈالر کا سالانہ اضافے کا تخمینہ لگایا جارہا ہے جب کہ روزگار کے ہزاروں نئے مواقع پیدا ہوں گے اور اس کے مجموعی طور پر قومی معیشت پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس سے اقتصادی شرح نمو میں اضافہ ہوگا اور میڈیا منڈی کو فروغ ملے گا۔ سینما کی صنعت کی ترقی سے ۲۰۳۰ء تک کل وقتی تیس ہزار سے زیادہ ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوں گے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ تیس ہزار سے زیادہ جز وقتی روزگار کے مواقع میسر آئیں گے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

اسرائیل سے مذاکرات کی کوشش نا قابل معافی غلطی ہوگی: ایران

ایران کے رہبر اعلیٰ آیت اللہ علی خامنہ ای نے کہا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات کی کوشش نا قابل معافی غلطی ہوگی۔ خامنہ ای نے کہا کہ جابر ملک (اسرائیل) سے مذاکرات کی کوشش نا قابلِ معافی غلطی ہوگی جو فلسطینیوں کی فتح کو پیچھے دھکیل دے گی۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ فلسطینیوں کی مزاحمت کی تحریک کی حمایت کریں اور یہ کہ ایران فلسطینی شدت پسند تنظیم حماس کی مدد جاری رکھے گا۔ حال ہی میں دی ایٹلانٹک سے بات کرتے ہوئے شہزادہ محمد بن سلمان نے متنازع خطے پر اسرائیلی اور فلسطینی دعوؤں کو برابر قرار دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ''میرا خیال ہے کہ تمام لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک پر امن ریاست میں رہیں۔'' ان کا مزید کہنا تھا کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کو اپنی اپنی زمین کا حق حاصل ہے۔ مگر ہمیں بہتر تعلقات اور سب کے لیے استحکام کے لیے ایک امن معاہدے کو یقینی بنانا ہوگا۔'' سعودی ولی عہد کے اس بیان کے بعد ان کے والد شاہ سلمان نے سعودی عرب کی فلسطینی ریاست کے لیے حمایت کا اعادہ کیا تھا۔ جبکہ اپنے بیان میں خامنہ ای نے مسلمان ملکوں پر زور دیا کہ وہ مل کر اسرائیل کو شکست دیں۔ واضح رہے کہ آیت اللہ علی خامنہ ای کا یہ بیان سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کے اس بیان کے چند روز بعد آیا جس میں ولی عہد نے ایک امریکی اخبار سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسرائیل کو اپنی زمین پر امن سے رہنے کا حق حاصل ہے۔ سعودی عرب اسرائیل کو سرکاری طور پر تسلیم نہیں کرتا مگر محمد بن سلمان کی اس بات کو دونوں ملکوں کے تعلقات میں بہتری کی علامت قرار دیا گیا تھا۔ (نیوز یکسپریس پی کے)

ریاض میں زیر زمین میٹرو ٹرین کا آزمائشی سفر شروع کردیا گیا

سعودی دارالحکومت ریاض میں زیر زمین میٹرو ٹرین کا آزمائشی سفر شروع کر دیا گیا ہے، اس منصوبہ پر ۲۴/ارب ڈالرز خرچ کیئے گئے ہیں۔ عرب ٹی وی کے مطابق ریاض میٹرو دنیا کے مہنگے ترین منصوبوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے جس کی لاگت ۲۴/ارب ڈالرز خرچ کیئے گئے ہیں۔ یہ میٹرو ٹرین ۱۷۴/کلومیٹر طویل فاصلہ طے کرے گی جس کے لئے ۸۵/اسٹیشن بنائے گئے ہیں جبکہ میٹرو منصوبہ کا ۹۰/فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کا افتتاح اسی سال ہو جائے گا۔ (نوائے وقت)

برازیل میں فیس بک پر 33 کروڑ ڈالر کا جرمانہ

برازیل کی ایک عدالت نے ایمیزونیس میں ہونے والی بدعنوانی کی تحقیقات میں تعاون نہ کرنے کی وجہ سے سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ فیس بک پر تین کروڑ تیس لاکھ امریکی ڈالر کا جرمانہ بھرنے کا حکم دیا ہے۔ فیس بک پر یہ جرمانہ سال ۲۰۱۶ء میں ریاست کے صحت نظام میں ہونے والی مبینہ بدعنوانی کی تحقیقات کے دوران ملزم افراد کی طرف سے پیغامات کے تبادلے کی معلومات دینے میں ناکام رہنے کی وجہ سے لگایا گیا ہے۔ (یو این آئی)

شمالی کوریا کچھ ماہ میں برطانیہ کو نشانہ بنانے کے قابل ہوجائیگا، برطانوی رکن پارلیمنٹ

برطانیہ کے ممبران پارلیمنٹ کا کہنا ہے کہ شمالی کوریا بین البراعظمی میزائل کے ذریعے سے ۶/سے ۱۸/ماہ کی مدت میں اس کے ساحلوں تک پہنچنے کے قابل ہوجائیگا۔ تاہم برطانوی دارالعوام کی دفاعی کمیٹی کو ایسے ثبوت نہیں ملے ہیں جس سے پتا چل سکے کو وہ ان میزائلوں کو جوہری ہتھیاروں سے لیس کرے گا۔ برطانیہ کے ایسے ممبران جو کہ شمالی کوریا کے خطرہ بننے کی تحقیات کررہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ایسا لگتا نہیں ہیکہ شمالی کوریا برطانیہ کے لیے ایسا کچھ کرے۔ برطانوی اراکین پارلیمنٹ کے مطابق شمالی کوریا کے سربراہ بے رحم ضرور ہے مگر دانشمند ہیں۔ ارکین کا کہنا ہیکہ دیگر کمیونسٹ رہنماؤں کی طرح کم جونگ آن بے رحم ہیں مگر وہ دانشمند ہیں اور وہ بطور ڈیٹرنس پالیسی جوہری ہتھیاروں کیا ستعمال سے اجتناب کریں گے۔ برطانوی اراکین پارلیمنٹ کی رپورٹ کہتی ہے کہ شمالی کوریا اپنا جوہری پروگرام ترک نہیں کرے گا۔ اور اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب

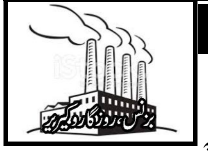

بہار کی ۱۲/یونیورسیٹوں میں نئے رجسٹرار مقرر

بہار کی ۱۲/یونیورسیٹوں میں نئے رجسٹرار مامور کئے گئے ہیں۔ گورنر بہار ستیہ پال ملک نے یونیورسٹیوں میں نئے رجسٹرار کو مامور کرنے کا اعلان کیا ہے، اس سلسلہ میں گورنر سکریٹریٹ کی طرف سے جاری ایک اعلانیہ میں یہ اطلاع دی گئی ہے، نوتشکیل شدہ تین نئی یونیورسٹیوں میں بھی رجسٹرار مامور کئے گئے ہیں۔ اس بار زیادہ تر یونیورسیٹوں میں ریٹائرڈ کرنل اور بریگیڈیئر رینک کے افسروں کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے۔ بہار میں اعلیٰ تعلیم کو بہتر بنانے کے مقصد سے یہ تقرری کی گئی ہے، جن نوتشکیل شدہ تین یونیورسیٹوں میں رجسٹرار مامور کئے گئے ہیں، ان میں مونگیر، پاٹلی پترا اور پورنیہ یونیورسٹی شامل ہیں، یونیورسیٹوں کے رجسٹرار کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیٹورسٹی پٹنہ	:	بریگیڈیئر آصف حسین
۲۔ پاٹلی پترا یونیورسٹی پٹنہ	:	کرنل کامیش کمار
۳۔ جے پرکاش یونیورسٹی چھپرہ	:	کرنل رابن شنکر شرما
۴۔ بی این منڈل یونیورسیٹی مدھے پورہ	:	کرنل پرنب کمار
۵۔ پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ	:	کرنل منوج شرما
۶۔ للت نارائن متھلا یونیورسیٹی	:	کرنل نشیتھ کمار رائے
۷۔ ویر کنور سنگھ یونیورسٹی آرہ	:	کرنل شیا ماند جھا
۸۔ کامیشور سنگھ دربھنگہ سنسکرت یونیورسٹی	:	سریش کمار شرما
۹۔ بی آر اے بہار یونیورسٹی مظفر پور	:	کرنل اجئے کمار رائے
۱۰۔ مگدھ یونیورسیٹی بودھ گیا	:	کرنل کمل کشور مشرا
۱۱۔ ٹی ایم بھاگلپور یونیورسٹی بھاگلپور	:	اشوک کمار جھا
۱۲۔ مونگیر یونیورسٹی مونگیر	:	کرنل پرویز کانت جھا

عدالت کا فیصلہ آنے تک نئے اساتذہ کی تقرری نہیں: وزیر تعلیم

وزیر تعلیم کرشن نندن پرسا دورما نے کہا ہے کہ اساتذہ کی بحالی کا معاملہ سپریم کورٹ میں زیر غور ہے۔ اس لئے جب تک عدالت کا فیصلہ نہیں آجاتا ہے تب تک نئے اساتذہ کی تقرری نہیں ہوسکتی ہے۔ اسکولوں میں اساتذہ کی کمی سے متعلق ایک سوال کے جواب مین انہوں نے اسمبلی میں یہ بات کہی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مدرسہ بورڈ کی تشکیل نو جلد کردی جائے گی۔ آر جے ڈی کے رکن اسمبلی محمد نعمت اللہ نے توجہ دلاؤ نوٹس کے وقفہ میں مدرسہ بورڈ کی تشکیل کا معاملہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ فی الوقت محض اس میں ۴/ارکان ہی باقی رہ گئے ہیں جبکہ ۱۰/ارکان کو حکومت کو نامزد کرنا ہے، لیکن اب تک حکومت نے مکمل بورڈ کی تشکیل نہیں کر کے ۴/آفیسیو ممبر اور ایک چیئرمین سے کام چلا رہی ہے۔ وزیر تعلیم مسٹر کرشن نندن ورما نے بتایا کہ اس وقت مدرسہ بورڈ کے چیئرمین کے عہدہ پر ڈاکٹر شمشاد حسین جیسے ماہر تعلیم کام کررہے ہیں، ان کے علاوہ عربی وفارسی یونیورسٹی کے ڈائرکٹر اور مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل بطور ممبر اس بورڈ میں موجود ہیں۔ وزیر تعلیم نے البتہ یہ اعتراف کیا کہ اسمبلی سے دو ارکان اور کونسل کے ایک رکن کی نامزدگی ابھی نہیں ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ بہت جلد ممبران کی بھی نامزدگی کردی جائے گی۔

رسوئی گیس سلینڈر کی قیمت میں کمی، صارفین کو تھوڑی راحت

تیل کمپنیوں نے رسوئی گیس کے صارفین کو تھوڑی راحت دی ہے۔ 14.2 کیلو کے رعایتی رسوئی گیس سلینڈر 35 روپئے سستا ہوگیا ہے۔ کامرشیل سلینڈر کی قیمت میں بھی کمی آئی ہے۔ نئی شرح یکم اپریل سے نافذ مانی جائیں گی۔ 14.2 کیلو کا رعایتی سلینڈر اب 735 روپئے میں ملے گا۔ پہلے اس کی قیمت 770 روپئے تھی اس میں 35 روپئے کی کمی آئی ہے۔ 19 کیلو کا کامرشیل سلینڈر 1327 روپئے میں ملے گا اس کی قیمت 1370 روپئے تھی۔ اس میں 43 روپئے کی کمی آئی ہے۔ فی سلینڈر اپریل مہینے میں 241 روپئے کی سبسیڈی ملے گی مارچ میں یہ رقم 274 روپئے تھی۔ اس میں 33.29 روپئے کی کمی آئی ہے۔ پانچ کیلو والے رسوئی گیس سلینڈر کی نئی قیمت 270 روپئے مقرر کی گئی ہے۔ اس سے کم خرچ کے صارفین کو بھی راحت ملے گی۔

ملک ویلفیئر سوسائٹی پٹنہ کی طرف سے وظیفہ کا اعلان

ملک برادری کے ویسے طالب علم جن کی معاشی حالات بہتر نہیں ہیں، مگر وہ ڈپلومہ یا ڈگری کی پڑھائی کے لئے خواہش مند ہیں، مالی حالات کی وجہ کر اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر پا رہے ہیں، ان کو ملک ویلفیئر سوسائٹی کی طرف سے مدد کرنے کا فیصلہ لیا گیا ہے۔ جو طالب علم میٹرک میں 50 یا اس سے اوپر نمبر حاصل کئے ہیں وہ اپنا بایو ڈاٹا، 15 اپریل، تک جمع کریں۔ مزید تفصیل کے لئے کلیم ملک 8507533030 اور 9135789772 سے رابطہ کریں۔ (قومی تنظیم ۴/اپریل ۲۰۱۸)

طب وصحت

آنکھوں کی حفاظت

آنکھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک عظیم نعمت ہے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اس کے اس کے سامنے ہیچ ہے۔قارئین کرام جس طرح سے دیگر اعضاء مسلسل کام کرنے سے تھک جاتے ہیں،اسی طرح سے آنکھیں بھی روشنی میں دیر تک کام کرنے سے تھک جاتی ہیں،اور آرام چاہتی ہیں،اس لیے تھوڑا سا آرام آنکھوں کو پھر سے توانائی فراہم کردیتا ہے،اسی لئے ماہرین چشم مشورہ دیتے ہیں کہ ٹکٹکی باندھ کر کسی چیز کو نہیں دیکھنا چاہئے،بلکہ پلکوں کو جھپکتے رہنا چاہئے اس سے آنکھوں میں تازگی اور تراوٹ آجاتی ہے۔

ناظرین کرام یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دونوں آنکھیں باری باری کام کرتی ہیں،جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو پہلے ایک آنکھ زور لگا کر دیکھتی ہے،اور دوسری آنکھ صرف اسکی مددگار رہوتی ہے،اسی طرح جب دوسری آنکھ زور لگاتی ہے تو پہلی آنکھ مددگار رہوتی ہے،غرض کہ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے،چناچہ اگر کسی کو تجربہ کرنا ہے تو کسی رصدگاہ میں بیٹھ کر کسی ستارے کو دیکھا جائے تو وہ ستارہ دیر تک نظر آئے گا لیکن اگر ایک آنکھ سے دیکھا جائے تو تھوری دیر بعد وہ ستارہ غائب ہوجائیگا،اس کی وجہ یہ ہے کہ شبکیہ کا وہ حصہ جس پر عکس پڑتا ہے تھک کر بے حس ہوجاتا ہے اور آرام چاہتا ہے،اگر نظر ہٹا کر کچھ دیر بعد ستارے کو پھر دیکھا جائے تو وہ پھر نظر آئے گا لیکن دوسری مرتبہ پہلی کی نسبت جلدی غائب ہوجائے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ آنکھ کو مستقل استعمال نہیں کرنا چاہئے،بلکہ وقفہ دیکر شبکیہ کو آرام کا موقعہ دینا چاہئے۔

بعض جگہ روشنی کے رنگ کو بےضرر بنانے کے لیے نیلی ''پنی'' یا نیلی چمنی کا استعمال کرتے ہیں،اور بعض حضرات نیلی عینک بھی لگا لیتے ہیں،لیکن یہ وقتی فائدہ ہے کیوں کہ روشنی کی مقدار میں فرق آجاتا ہے،اورنا کافی روشنی کی وجہ سے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں،لیکن ایسے شیشے وہاں ضرور استعمال کرنے چاہئیں جہاں تیز روشنی ہوتی ہے مثلاً جو لوگ ویلڈنگ وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔

چند آسان اور مفید مشورے :

۱) کھانا کھانے کے بعد ہاتھوں کو اس طرح دھویا جائے کہ چربی وغیرہ کے اثرات ختم ہوجائیں پھر دونوں ہاتھوں کو باہم ملیں کہ ہاتھوں میں گرمی آجائے لیکن کچھ نمی باقی رہے پھر ان ہاتھوں کو چہرے پیشانی اور ابروؤں پر اس طرح پھیریں جس طرح تیمّم کی جاتا ہے۔ ہر غذا کے بعد اسی طرح کریں اور اس کی عادت ڈالنے سے عوارض چشم سے امن رہیگا،اور بڑھاپے تک ضعف بصارت کی شکایت نہ ہوگی۔

۲) سرد اور صاف پانی میں غوطہ لگا کر آنکھ کھولنا بھی آنکھوں کے لیے مفید ہے۔

۳) سیکس کی دواؤں سے بچنا چاہئے۔

۴) کبھی کبھی سرمہ مقوی بصر اور اطریفل) کشنیزی خود ساختہ برانڈیڈ نہ ہو (استعمال کرنا چاہئے

۵) نزلہ زکام کی حالت میں ایلو پیتھک دوا سے بچنا چاہئے) یاد رہے نزلہ تین چڑھتا ہے اور تین دن اترتا ہے

۶) شلغم خام اور پختہ مفید ہے۔

۷) کوئی بھی تیز دوا آنکھوں میں نہ ڈالیں جو آنکھوں کی صفائی کے لیے استعمال کرائی جاتی ہیں۔

۸) چھوٹی مکھی کا شہد جو اپنے سامنے توڑا گیا ہو آنکھوں کی بہترین دوا ہے۔

۹) جماع کی کثرت،نشہ،پیٹ بھر کھانا کھانے کے بعد سونا آنکھوں کیلئے مضر ہے۔

۱۰) فصد کی زیادتی،متواتر حجامت،اور پشت کے بل عرصہ سونے سے بھی آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

۱۱) آنکھ اور کتاب کے درمیان ایک فٹ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

۱۲) ایسی گاڑی میں جو ہچکولے لیکر چلتی ہو مطالعہ کرنا آنکھوں کے لیے مضر ہے۔

۱۳) معدے کی صفائی دماغ اور جگر کی صحت کا خیال رکھا جائے۔

۱۴) علی الصبح ہریالی اور پھولوں کو دیکھنا چاہئے،اور کچھ دیر تک آسمان میں اڑتے پرندوں کو جو زیادہ دوری پر نہ ہوں پتنگ اور کبوتر بھی اسی میں شامل ہیں۔

۱۵) یکبارگی روشنی سے اندھیرے میں اور اندھیرے سے روشنی میں نہ آنا چاہئے۔

۱۶) لیٹ کر اور جب جسم تھکان ہو نہ پڑھنا چاہئے۔

۱۷) جب آنکھیں تھک جائیں تو دور کی چیزیں دیکھنا چاہئے۔

۱۸) چالیس سال کی عمر تک آنکھوں کو ٹھنڈے پانی سے،اور پچاس سال کی عمر کے بعد گرم پانی سے دھونا چاہئے۔

۱۹) تنگ جوتے نہ پہننا چاہئے۔

۲۰) سر جھکا کر نہ چلنا چاہئے۔(لیکن نگاہ نیچی رہے)

۲۱) سونف کا استعمال آنکھوں کے لیے بہت مفید ہے،لیکن یہ دیکھ لیں سونف ہرے رنگ سے رنگی ہوئی نہ ہو،اس کی علامت یہ کہ بغیر رنگی ہوئی سونف جب سوکھ جاتی ہے تو کچھ سفیدی مائل ہوجاتی ہے اور جب اس کو رنگ دیا جاتا ہے تو ہرا رنگ دکھائی پڑتا ہے اس کا دھیان رکھا جائے۔اور سالن میں بھی سونف ڈلوانی چاہئے۔

۲۲) ایک بڑا ناریل لیں اور اس کو اوپر سے تھوڑا کاٹ لیں اس کے اندر دیسی گھی سونف دھنیا ہم وزن،دکنی مرچ ۰۲ دانے بادام ۵۲ دانے پکی کھانڈ اگر مل جائے نہیں تو ''بورا'' جس کو شکر سفید کہتے ہیں حسب ضرورت ڈال سکتے ہیں ان سب چیزوں کو کوٹ کر ناریل میں بھر دیں اوپر سے ناریل کا کیپ لگادیں دھاگا سے باندھ دیں ناریل کے جوڑ پر آٹا لگادیں اور چاول پکائیں چاول کا پانی جب کم ہوجائے تو اس ناریل کو درمیان میں رکھ دیں جب چاول تیار جائے تو کچھ دیر دم لینے دیں پھر اس ناریل کو نکال لیں،ٹھنڈا ہونے پر ناریل کوٹ لیں اور روزانہ علی الصبح ایک بڑا چمچہ استعمال کریں دماغ اور آنکھوں کے لیے مفید ہے سر کے بال بھی کالے ہو سکتے ہیں نزلہ زکام والے کے لیے بھی مفید ہے

۲۳) بادام گری استعمال کرنی چاہئے۔سونف کے ساتھ،مصری بھی ملا سکتے ہیں۔

عابدالرحمٰن بجنوری

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیزی ندوی

وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات ۲۱/اپریل سے: ناظم وفاق المدارس

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات مورخہ ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ء مطابق ۴/شعبان ۱۴۳۹ھ سے شروع ہو کر ۲۶/اپریل مطابق ۹/شعبان کو اختتام پذیر ہوں گے،تجوید وحفظ کا امتحان آخر کے تین دنوں میں لیا جائے گا،تحریری امتحان ہر روز ایک ہی نشست میں ہوگا،جس کا وقت صبح ۸/بجے سے ۱۱/بجے تک ہوگا،اگر کوئی کتاب اضافی طور پر کسی مدرسہ میں پڑھائی جارہی ہو تو نگراں کے مشورے سے سوالات بنا کر دوسری نشست میں اس مخصوص کتاب کا امتحان لیا جائے،جن مدارس میں عربی درجات نہیں ہیں،ان کا سالانہ امتحان آخر کے تین دنوں میں ہوگا،اور نتائج امتحان دفتر وفاق کو موصول کرادیا جائے گا،نگراں وممتحن حضرات کے ناموں کی فہرست مدارس کو ارسال کردی گئی ہے،اور مدارس کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے طور پر بھی ممتحن اور نگراں حضرات سے رابطہ میں رہیں تاکہ ان کی حاضری بر وقت ہو سکے،اور عین وقت پر دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے،ان تفصیلات کا اعلان آج ایک اخباری بیان میں ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کیا،انہوں نے کہا کہ درجۂ اطفال اور درجۂ حفظ کے امتحانات مدارس والے اپنے طور پر لیتے ہیں،جب کہ عربی درجات کے امتحانات وفاق لیتی ہے اور مرکزی دفتر میں کاپیوں کی جانچ کے بعد نتائج ارسال کردیے جاتے ہیں،اس کی وجہ سے طلبہ میں بہار اور جھارکھنڈ کی سطح پر مسابقہ اور مقابلہ کا مزاج بنتا ہے،جس سے آئندہ ان کو بہت فائدہ پہونچتا ہے،وفاق کے امتحان کی وجہ سے مقدار خواندگی کی تکمیل ہورہی ہے اور درس وتدریس کے معیار میں اضافہ ہوا ہے،امسال امتحان کے نظام کو چست ودرست رکھنے کے لیے امتحان کمیٹی نے مفتی سعید الرحمٰن صاحب مفتی امارت شرعیہ کو کارگذار ناظم

کانفرنس کی تیاریاں شباب پر،کسی افواہ پر دھیان نہ دیں عوام: ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی قیادت میں گاندھی میدان کمیٹی کے ارکان جن میں جناب ڈاکٹر خالد انور،جناب سمیع الحق،افتخار احمد نظامی اور محمد عادل فریدی شامل تھے،کانفرنس کے انتظامی امور کے سلسلہ میں تبادلہ خیال کے لیے ڈی ایم پٹنہ کے آفس میں ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں شامل ہوا،جہاں ٹریفک،پینے کے پانی،ٹوائیلٹ،گاڑیوں کی پارکنگ،اور دیگر انتظامی امور کے تعلق سے ضروری فیصلے کیے گئے۔ڈی ایم پٹنہ نے وعدہ کیا کہ حکومت اس کانفرنس میں آنے والے لوگوں کو آسانی پہونچانے اور ان کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہ ہونے دینے کے لیے پرعزم ہے اور انتظامیہ پوری چوکسی کے ساتھ کانفرنس کے کامیاب انعقاد میں منتظمین کا ساتھ دے گی۔پٹنہ کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان ہنگامی سطح پر کانفرنس کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ناظم امارت شرعیہ نے تمام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شریک ہوں اور کانفرنس میں شرکت کے لیے آنے کے سلسلہ میں جو بھی ہدایات امارت شرعیہ کی طرف سے یا پولیس انتظامیہ کی طرف سے جاری ہوں ان کی پابندی کریں۔کسی بھی قسم کی افواہ یا غلط فہمی کا شکار نہ ہوں،یہ کانفرنس صرف امارت شرعیہ کی کانفرنس نہیں ہے،بلکہ پورے ملک کے مسلمانوں کے دل کی آواز ہے،اور تمام مکاتب فکر اور مسلک کے علماء،اکابر ورہنماؤں کا تعاون وتائید اس کانفرنس کو حاصل ہے،اس لیے اپنے دین و شریعت کی حفاظت،ملک کے جمہوری قدروں کے تحفظ اور آئینی حقوق کی بقاء وسلامتی کے لیے اس دن کانفرنس میں ضرور شریک ہوں تاکہ آپ کی مضبوط آواز نفرت کے سوداگروں تک پہونچ سکے اور یہ بتا سکے کہ ابھی بھی اس ملک میں محبت کا پیغام دینے والوں کی آواز میں ہی سب سے زیادہ طاقت اور محبت کے پیغامبروں کی تعداد ہی سب سے زیادہ ہے۔مٹھی بھر لوگ اپنے ناپاک منصوبوں سے اس ملک کی پر امن فضا کو مکدر نہیں کر سکتے۔

لڑکیوں کی پیدائش کا تناسب مسلسل کیوں گر رہا ہے؟

عارف عزیز بھوپال

ہندوستان میں مردم شماری سے متعلق اعداد وشمار کے مطابق بچوں کی پیدائش میں کمی کا رجحان ہے اور بچوں میں بھی لڑکیوں کی پیدائش کا تناسب بری طرح گھٹ رہا ہے، عورت وبیٹی کی پیدائش کو بوجھ سمجھا جارہا ہے، اور ترقی کے بلندو بانگ دعوں کے باوجود دنیا دور جاہلیت کی طرف پلٹ رہی ہے، جبکہ بیٹی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا، لڑکی کی پیدائش بے عزتی اور ہتک مانی جاتی تھی، اور نوزائدہ لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جاہلیت کی اس بربریت کو ختم کیا اور ساری دنیا نے اسلام سے روشنی حاصل کی، اسلام نے بیٹیوں کی پرورش کرنے اور ان کا اچھے خاندان میں نکاح کرنے والے ماں باپ کو جنت اور جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے کی بشارت دی ہے۔ مشرقی تہذیب کی نشانی عورت کا احترام ہے، لیکن ہندوستان میں جو مشرقی تہذیب کا سب سے بڑا نمائندہ ملک ہے، شکم مادر میں جنس کی جانچ کے بعد اسقاط حمل کے ذریعہ بیٹیوں کی پیدائش روکی جارہی ہے، اس طرح ماں کے پیٹ میں بیٹی کا قتل ہورہا ہے، یہ امر کسی حد تک خوش آئند ہے کہ مودی حکومت نے بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ مہم شروع کی ہے، اس مہم میں تمام مذاہب کے رہنماؤں کو رہبری کا فریضہ انجام دیتے ہوئے سرگرم حصہ لینا چاہئے۔ مردم شماری کے اعداد وشمار اس تلخ حقیقت کا اظہار ہیں کہ ملک میں ماں باپ منصوبہ بند طریقہ سے لڑکی کی پیدائش روک رہے ہیں۔ حالانکہ شکم مادر میں جنس کی جانچ قانون کے تحت ممنوع ہے اور خلاف ورزی کرنے والے ڈاکٹرز اور دوا خانوں کے لیے سخت جرمانے مقرر ہیں۔ اس کے باوجود دھڑلے سے سارے ملک میں بیٹی کی پیدائش روکنے کے لیے اسقاط حمل کی لعنت پھیلی ہوئی ہے۔ بہت سے گھرانوں میں لڑکی کو ابھی بھی سماجی بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں ایک معروف طبی جریدے ''دی لانسٹ'' میں چھپنے والی ایک رپورٹ میں انکشاف ہوا ہے کہ ملک میں چھ سال کی عمر کے لڑکوں کی کُل تعداد کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعداد سات ملین سے زیادہ کم ہے۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے، ہندستان کے ایسے گھرانے جن میں پہلا بچہ لڑکی ہو، زیادہ سے زیادہ والدین دوسرے بچے کی پیدائش سے پہلے الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے بچے کی جنس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر شکم مادر میں دوسرا بچہ بھی لڑکی ہی ہو، تو والدین اسقاط حمل کا فیصلہ کر لیتے ہیں، پہلے ہی لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کی تعداد گھٹ رہی ہے، اگر جنس معلوم کر کے اسقاط حمل کا سلسلہ جاری رہا تو مستقبل میں سنگین سماجی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں، جن گھروں میں لڑکیوں کی پیدائش ہورہی ہے، وہاں ان کی تعلیم وتربیت اور نگہداشت پر بہت کم توجہ دی جارہی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے حوالہ سے مرکزی وزارت انسانی وسائل اور یونیسیف کی تازہ سروے رپورٹ کے مطابق اگرچہ لڑکیوں کی تعلیم کے اعتبار سے دہلی، کیرالا اور تامل ناڈو سرفہرست ہیں، لیکن گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، بہار، جھارکھنڈ، میگھالیہ اور ناگالینڈ میں بہت برا حال ہے، ضلع کی سطح پر جو رپورٹیں لڑکیوں کی تعلیم، صحت اور سماجی محرومیوں سے متعلق سامنے آئی ہیں، ان کی روشنی میں ملک کے پسماندہ علاقے ان مسائل کے حل کے لیے حکومت کی توجہ کے طلب گار ہیں، لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے بغیر ملک کو مکمل خواندہ بنانے کا خواب ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ یہ شرمناک بات ہے کہ سارے ملک میں صرف کیرالا، تامل ناڈو، ہماچل پردیش، دہلی اور تریپورہ میں ہی لڑکیوں کو بہتر تعلیم کی سہولتیں مہیا ہیں، اور لڑکیوں کی بڑی تعداد ان سے استفادہ بھی کررہی ہے۔ شمالی ریاستوں بشمول راجستھان، مدھیہ پردیش اور بہار میں لڑکیوں کی تعلیم پر بہت کم توجہ ہے، بہرحال تاملناڈو جیسی ریاست میں بھی جہاں مجموعی طور پر لڑکیوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی گئی ہے اور درکار سہولتیں مہیا کی گئی ہیں، رانماتا پورم، کرشنا گیری اور دھرم پوری اضلاع میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے انتظامات بالکل ناقص ہیں۔ مرکز اور ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف لڑکیوں کی پیدائش کو یقینی بنانے پر خاص توجہ دیں، بلکہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا بھی خاص لحاظ رکھیں، لڑکیوں کی شادی بیاہ پر ہونے والی شاہ خرچیوں کو روکنے سے بھی لڑکیوں کی پیدائش روکنے کی لعنت ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۱۴/۱۷۹۵/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جوگبنی ارریہ) فیروز خاتون بنت محمد ہشم الدین مقام چوراپرواہا نمبر ۸ میاں ہاٹ مجھوا وایا فاربس گنج تھانہ فاربس گنج ضلع ارریہ۔ مدعیہ۔ بنام محمد تعظیم ولد محمد جبار مقام نگر موڑا مہر گنج نمبر ۷ ڈاکخانہ امونا وایا بتھنا ہا تھانہ جوگبنی ضلع ارریہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ جوگبنی میں تقریبا تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۲۲/شعبان المعظم ۳۹ھ مطابق ۸/مئی ۲۰۱۸ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۶/۳۹۷/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گڈا) سفینہ خاتون بنت صدیق مرحوم مقام مادھو پور ڈاکخانہ چکنتھو وایا اکچاری تھانہ سنہولہ ضلع بھاگلپور۔ مدعیہ۔ بنام محمد ایوب ولد شبیر احمد مرحوم مقام بسکی قطعہ ڈاکخانہ ترپا تھانہ بلبڈ، ضلع گڈا۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع گڈا میں تقریبا ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے آپ جہاں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۲۲/شعبان المعظم ۳۹ھ مطابق ۸/مئی ۲۰۱۸ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

نظام الاوقات برائے امتحان سالانہ ۱۴۳۹ھ

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ مورخہ ۴/تا ۹/شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱/تا ۲۶/اپریل ۲۰۱۸ء روز سنیچر تا جمعرات

۴/شعبان ۱۴۳۹ھ سنیچر ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ء	مسلم شریف	شرح عقائد	آثار السنن مع عقیدۃ الطحاوی	نورالانوار	اصول الشاشی مع آسان اصول فقہ	شرح شذور الذہب	ہدایۃ النحو مع کافیہ	قطر الندی	الفقہ المیسر	القرأۃ الراشدہ ثانی
۵/شعبان ۱۴۳۹ھ اتوار ۲۲/اپریل ۲۰۱۸ء	ابن ماجہ	شرح نخبۃ الفکر مع مقدمہ ابن صلاح	دیوان متنبی مع دیوان حماسہ	ریاض الصالحین	الفیۃ الحدیث	قدوری از بیوع تاختم کتاب	نورالایضاح مع قدوری کتاب الحج	سور من حیاۃ الصحابہ ------- تہذیب الاخلاق	القرأۃ الراشدہ ثالث	قصص النبیین ثالث ورابع
۶/شعبان ۱۴۳۹ھ سوموار ۲۳/اپریل ۲۰۱۸ء	مؤطین	سراجی	میبذی، مع الفلسفہ	ترجمہ قرآن کریم از ابتداء تا سورۃ نحل	شرح وقایہ اولین	شرح تہذیب	-------	شذا العرف	قصص من التاریخ الاسلامی	----------
۷/شعبان ۱۴۳۹ھ منگل ۲۴/اپریل ۲۰۱۸ء	ترمذی ------------ نسائی شریف	ہدایہ رابع	جلالین شریف	مقامات حریری	دروس البلاغۃ	نفحۃ العرب مع مشکوۃ الآثار	القرأۃ الواضحہ دوم مع معلم الانشاء اول	قدوری	قصص النبیین خامس	-----------
۸/شعبان ۱۴۳۹ھ بدھ ۲۵/اپریل ۲۰۱۸ء	ابوداؤد ------------ طحاوی شریف	مشکوۃ شریف مع مقدمہ شیخ عبدالحق	حسامی مع الفوز الکبیر	مختصر المعانی (فن اول) مع تلخیص المفتاح (فن ثانی، ثالث)	مختارات اول معلم الانشاء ثانی از تمرین ۲۶ تا ۶۲	القرأۃ الواضحہ سوم مع معلم الانشاء اول از تمرین ۸۱/تا ختم دوم ۱/۲۵	منہاج العربیہ اول دوم مع القرأۃ الواضحہ اول	معلم الانشاء ثانی	ہدایۃ النحو	معلم الانشاء اول از تمرین ۱/تا ۴۰
۹/شعبان ۱۴۳۹ھ جمعرات ۲۶/اپریل ۲۰۱۸ء	بخاری شریف ------------ شمائل ترمذی	بیضاوی شریف	ہدایہ جلد ثالث	ہدایہ اولین	ترجمہ قرآن کریم از بنی اسرائیل تا حجرات	ترجمہ قرآن کریم از سورۃ ق تا ختم قرآن	تیسر المنطق مع مرقات	منثورات مع کلیلہ ودمنہ	معلم الانشاء اول از تمرین ۴۱/تا ۱۰۰	قصص النبیین ثانی مع القرأۃ الراشدہ اول

۱) تحریری امتحان ہر روز ایک نشست میں ہوا کرے گا۔ امتحان کا وقت ۳/گھنٹے ۸/تا ۱۱ بجے متعین کیا گیا ہے، امتحان کی میعاد چھ روز سے کم نہ رکھی جائے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

طلاق بل کے خلاف خواتین کے مظاہرے اب روک دیئے جائیں: مسلم پرسنل لا بورڈ

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے تمام مظاہرہ کرنیوالی خواتین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا

گذشتہ دو ماہ سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ا? واز پر پورے ملک میں مرکزی حکومت کے مجوزہ طلاق ثلاثہ بل پر ہماری بہنوں اور بیٹیوں نے جس سرگرمی کے ساتھ تحفظ شریعت کی خاطر شرعی دائرے میں رہ کر پرامن اور خاموش طریقہ پر اپنے گھروں سے نکلیں اور سراپا احتجاجی جلوس کی شکل میں پیدل چل کر سرکاری آفسوں تک پہونچیں اور شریعت پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا عہد لیا، اور شریعت میں حکومت کو مداخلت سے دور رہنے کے سلسلہ میں اپنی عرضداشت پیش کی ہے وہ قابل مبارک باد ہے اور ان کے اس اقدام اور دین متین کی حفاظت وسربلندی کے اس جذبہ کی جس قدر تحسین کی جائے وہ کم ہے میں دل کی گہرائیوں سے تمام بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خواتین کے مظاہرہ کا یہ سلسلہ اب روکا جاتا ہے یہ سلسلہ ۴/اپریل ۸۱۰۲ء تک رہے گا۔ ان خیالات کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کیا، انہوں نے مزید فرمایا کہ خواتین کی طرف سے پورے ملک میں جس پیمانے پر اس احتجاجی جلوس کو منظّم کیا گیا یہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتا ہے۔ ہم اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ اس موقع پر ہر علاقہ میں جو خواتین سرگرم رہیں ہیں ان پر مشتمل ایک تحفظ شریعت کمیٹی کی تشکیل دیکر اصلاح معاشرہ کا کام کیا جائے اور جس طرح خواتین نے حوصلہ، جذبہ ہمت اور دین سے وابستگی کے ساتھ احتجاجی مظاہرہ میں سرگرم حصہ لیا اسی حوصلہ کے ساتھ علاقائی سطح پر بھی تحفظ شریعت کمیٹی کی تشکیل کر کے کام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خواتین ونگ کی سربراہ ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ حیدرآباد سے رابطہ کر کے خواتین اصلاحی کاموں کو مؤثر طریقہ پر آگے بڑھا سکتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری بورڈ نے فرمایا کہ ۴/اپریل ۸۱۰۲ء کو دہلی میں خواتین کا مظاہرہ ہے اور اسے کامیاب بنانا ہم سب کی ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری ہے اور دہلی وقرب وجوار کے تمام بہی خواہان ملت سے بھی ہمدردانہ درخواست کی ہے کہ اپنے اپنے محلوں کی خواتین کو اس مظاہرہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک کرانے کی کوشش کریں۔

دین اور دیش کو بچانے کے لئے ہماری کوشش وقت کی بڑی ضرورت: حضرت امیر شریعت

ہندوستان مختلف مذاہب کا ملک ہے، یہاں تہذیبوں کی کثرت ہے، اور اسی میں ملک کی وحدت پوشیدہ ہے، چنانچہ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب پر مختلف تہذیبوں کے ساتھ خوش تھے، اور ہیں۔ اور ملک کی ترقی وسلامیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں اور رہیں گے، مگر جب سے مرکز میں بی جے پی کی سرکار آئی ہے، اس نے یونیفارم سول کوڈ اور دیگر مذہبی معاملے میں الجھا کر یہاں کے باشندوں کی نیند کو حرام کر رکھا ہے، اور مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کے لوگوں، قبائل اور دلتوں کو پریشان کر کے ان کا وجود کطرہ میں ڈال دیا ہے، ایسے میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس وقت کی بڑی ضرورت ہے، اس موضوع پر غور وفکر کے لئے آپ حضرات ابھی جمع ہوئے ہیں، یہ آپ کی حب الوطنی کی علامت ہے، ان خیالات کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری، مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مونگیر شجاعلپور میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کے عنوان سے منعقد کانفرنس میں ہزاروں کے مجمع سے کیا، انہوں نے کہا کہ مرکزی سرکار نے حکومت میں آنے کے لئے جھوٹے وعدے کئے تھے، جواب تک پورے نہیں ہو سکے، اس لئے لوگوں کی توجہ ادھر سے ہٹانے کے لئے مذہبی معاملات میں الجھا رہی ہے، تین طلاق بل کے ذریعہ مسلمانوں پر نشانہ سادھنے کی تو اس نے بھرپور کوشش کی ہی ہیچو مسلم پرسنل لا بورڈ کی کوششوں سے راجیہ سبھا میں ابھی معلق ہے، اب دوبارہ لاکمیشن کی طرف سے یونیفارم سول کوڈ کے بارے میں رائے لی جارہی ہے، جب کہ مسلم پرسنل لا بورڈ پانچ کروڑ کے قریب مسلمانوں کی رائے اس کے سامنے پہلے پیش کر چکا ہے، اسی طرح مسلم خواتین کا احتجاجی جلوس پورے ملک میں ہو رہا ہے، ہندوستان اور دینا کی تاریخ میں عورتوں نے اپنا احتجاج اس طرح کبھی نہیں کرایا، مگر پھر بھی سرکار رلاکمیشن اور سپریم کورٹ لاکھوں عورتوں کے احتجاج کو نظر انداز کر کے دوچار نام نہاد مسلم عورتوں کی سن کر شریعت پر حملہ میں لگے ہیں اور دستور ہند ہر پرسنل لا کی ضمانت کے باوجود یونیفارم سول کوڈ کی راہ ہموار کرنے پر تلے ہیں، ایسے میں خیر امت ہونے کے ناطے ملک کے باشندوں کو بیدار کرنا اور اس کے خلاف رائے عامہ بنانا آپ کی ذمہ داری ہے، ۱۵/اپریل کو گاندھی میدان پٹنہ میں اس کا ایک نمونہ پیش کیا جائے گا، جس میں مسلمانوں کے ساتھ ہندوستان کے امن پسند اور سیکولر مزاج لوگ بھی شامل ہوں گے، آپ اس دن گاندھی میدان پہونچنا اپنا فرض سمجھیں، آپ کی یہ کوشش ملک کو صحیح سمت دے گی، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اپنے مذہب اور تہذیب پر عمل کے ساتھ ہر مذہب کے لوگوں کا احترام کریں، اور اس کی تہذیب کا خیال رکھیں۔

فطرت کے مطابق ہے۔ رہتی دنیا تک یہ قانون کارگر ہے۔ اگر کوئی حکومت اس قانون کی مخالفت کرتی ہے اور شریعت میں مداخلت کرتی ہے تو ہم اس کے خلاف آواز آٹھائیں گے۔ اسلامی قانون سے چھیڑ چھاڑ کسی بھی مسلمان کی قبول نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلامی شریعت کا ہر حکم فطرت کے مطابق ہے اور خواتین کو اسلامی قانون سے انتہائی محبت ہے، طلاق جیسے سیاہ بل کو خواتین مسترد کرتی ہیں۔ اسلامی قانون اور طلاق سے متعلق اسلام نے جو ضابطہ طے کئے ہیں۔ انہیں وہ پسند کرتی ہیں۔ اسلام نے ہی سب سے زیادہ حقوق عورتوں کو دیے ہیں۔ عورتوں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے خاتون ونگ کی متحرک رکن فریفتہ کوثر نے کہا کہ صرف بہار ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی عورتیں تحفظ شریعت کے لئے بیدار ہو چکی ہیں۔ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے جو "دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" کی آواز لگائی ہے، اس پر وہ لبیک کرتی ہیں۔ اسلامی شریعت میں مداخلت وہ ہرگز برداشت نہیں کریں گی۔ مرکزی حکومت نے جو طلاق ثلاثہ بل لایا ہے، وہ اس کی مخالفت کرتی ہیں۔ جمہوری طریقے سے پرامن احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوراً اس بل کو واپس لے اور آئین کا احترام کرے۔ دستور میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کرے اور مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق چلنے کی آزادی دے۔ پروگرام میں ملت کالونی، خلیل پورہ، قاضی نگر، منہاج نگر کی خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ عورتوں نے یہ عہد کیا کہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے ۱۵/اپریل کو گاندھی میدان میں جو کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہے، وہ اسے کامیاب بنا کر ہی دم لیں گی۔ آخر میں دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوا۔

گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے روٹ چارٹ جلد ہوگا دستیاب

"دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" کی تیاریوں کے لئے جائزہ میٹنگ

"دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" کی تاریخ جیسے جیسے قریب آرہی ہے، انتظامی تیاریاں اتنی ہی رفتار پکڑتی جارہی ہیں۔ روزانہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے میٹنگ اور جلسوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں بدھ کو امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے کانفرنس ہال میں جائزہ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس کی صدارت امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کی۔ جائزہ کے دوران ۱۵/اپریل کو دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں پٹنہ آنے والے مہمانوں کے قیام، ان کی گاڑیوں کی پارکنگ سمیت دیگر انتظام وانصرام پر بات چیت ہوئی۔ باہر سے آنے والی گاڑیوں کی پارکنگ کے لیے میٹھا پور بس اسٹینڈ، ویٹنری کالج گراؤنڈ، بانس گھاٹ، پٹنہ سائنس کالج کا گراؤنڈ، گول گھر کا کمپاؤنڈ، ایگزبیشن روڈ کے پل کے نیچے کا پارکنگ اسپیس، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کا گراؤنڈ، پٹنہ یونیورسٹی کا گراؤنڈ، ہارڈنگ روڈ کی سڑک کے دونوں اطراف، ویرچند پٹیل مارگ کے دونوں اطراف، حج بھون کا گراؤنڈ، مولانا مظہر الحق یونیورسٹی کا کمپاؤنڈ، گیان بھون کا پارکنگ اسپیس کے علاوہ ایک درجن سے زائد مقامات دستیاب ہوں گے، ٹریفک ایس پی کے ساتھ مل کر سبھی اطراف سے آنے والی گاڑیوں کا روٹ چارٹ تیار کر کے سبھی اضلاع میں بھیج دیا جائے گا، نیز اخبار میں بھی شائع کرایا جائے گا، اس کے علاوہ باہر سے آنے والے مہمانوں کو کسی بھی طرح کی پریشانی نہ ہو اس بات پر بھی باریکی سے غور وفکر کیا گیا۔ مہمانوں کے قیام کے لئے پٹنہ کی ساری مساجد، امارت شرعیہ کی ساری عمارتیں، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، ہائی کورٹ مزار، حج بھون، انجمن اسلامیہ ہال وغیرہ میں خصوصی انتظامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ میٹنگ میں مختلف کمیٹیوں کے ذمہ داران کو ضروری ہدایتیں بھی دی گئیں تاکہ کانفرنس کے دوران کسی طرح کی بدنظمی نہ ہو۔ جائزہ میٹنگ کے دوران ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کے علاوہ نائب ناظم مولانا شبلی القاسمی، مولانا سہیل ندوی، دین بچاؤ دیش بچاؤ کے سکریٹری مولانا سہیل اختر قاسمی، افتخار نظامی وغیرہ موجود تھے۔

کانفرنس کی کامیابی کے لئے پورا زور لگا دیں: مولانا انیس الرحمٰن قاسمی

پھلواری شریف کے نوجوانوں کے ساتھ کانفرنس ہال میں میٹنگ

"دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" کی تیاریوں کے پیش نظر ۵/اپریل کو امارت شرعیہ پھلواری شریف کے کانفرنس ہال میں پھلواری شریف کے نوجوانوں کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی، جس کی صدارت ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کی، اس موقع پر نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے ناظم صاحب نے کہا کہ آپ ۱۵/اپریل کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں کانفرنس میں آنے والے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں، کانفرنس کی کامیابی کے لیے پورا زور لگا دیں، مولانا نے کہا کہ اگر نوجوانوں نے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی فکر کو اوڑھ لیا تو یقیناً "دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" کامیاب ہوگی، میٹنگ میں موجود نوجوانوں نے بھی کانفرنس کے تعلق سے اپنا پورا تعاون دینے کا وعدہ کیا، انہوں نے عہد کیا کہ وہ اس کانفرنس کو ہر حال میں کامیاب بنا کر ہی دم لیں گے، میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شبلی القاسمی نے کہا کہ جس قوم کے نوجوان زندہ رہتے ہیں وہ قوم بھی زندہ رہتی ہے، پھلواری شریف کے نوجوانوں کا تعلق زندہ قوم سے ہے، اس لئے وہ امیر شریعت کی فکر کو توجہ میں رکھ کر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی ذمہ داری لیں۔ اس موقع پر مفتی وصی احمد قاسمی نے کہا کہ یہ کانفرنس ان لوگوں کے خلاف ہے جو ہندوستان کی

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دیکھ کر اپنے در و بام لرز جاتا ہوں
میرے ہمسائے میں جب بھی کوئی دیوار گرے
(شکیب جلالی)

شام میں روسی بھیڑیوں کی بربریت

مولانا سید عنایت اللہ ندوی

۲۰۱۱ء میں شروع ہوے والے عرب بہاریہ کو سات سال ہو چکے ہیں، لیکن شام میں ہلاکتوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، بلکہ گذشتہ چند ہفتوں سے اس میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے، ۲۱/ مارچ ۲۰۱۱ء سے شام میں بشارالاسد کی میونسٹ شیعہ حکومت کے خلاف عوامی مظاہروں کا آغاز ہوا، پھر مظاہرین اور بشار کی فوج کے درمیان مسلح تصادم اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا، اس وقت سے اب تک آٹھ لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں، جن میں پچاس ہزار معصوم بچے بھی شامل ہیں، نیز پچاس لاکھ افراد اپنے وطن سے نکل کر ترکی اور اردن میں پناہ گزینی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں، پورا ملک ملبوں اور کھنڈرات کا ڈھیر بن چکا ہے، اتنی ساری تباہیوں کے باوجود بشار حکومت کی گدی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، جب کہ ملک کی ۹۵/ فیصد آبادی اس کی مخالف ہو چکی ہے، خود اس کی حکومت کے کئی عہدے داران، فوجی افسران اور فوج اور پولیس کے بہت سارے اہل کار اس کا ساتھ چھوڑ کر انقلابیوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

ادھر ۲۰۱۵ء تک انقلابیوں نے بشار کی فوج کو شکست دے کر حلب، درعا، لاذقیہ، رقہ، دیرالزور، ادلب اور غوطہ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر لیا، تقریباً ملک شام کا ستر فیصد علاقہ بشار کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰۱۵ء میں روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے ایک بحری بیڑہ شام روانہ کیا، جس میں جدید ٹکنالوجی سے آراستہ سیکڑوں جنگی طیارے، میزائل، بے شمار اسلحے اور کئی ہزار فوجی شامل تھے، روسی فوج کے شام میں داخل ہونے جنگ کا پانسہ پلٹنے لگا، ۳۰/ستمبر ۲۰۱۵ء سے روسیوں جنگی طیاروں کے ذریعہ انقلابیوں کے مقبوضہ علاقوں پر اندھا دھند بمباری شروع کر دی، اس سے شہریوں کی ہلاکتوں میں بے تحاشا اضافہ ہونے لگا، روسی فوج کی اس وحشیانہ کارروائی کی ترکی کے صدر رجب طیب اردوگان نے شدید الفاظ میں مذمت کی، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ترک فضائیہ کے ایک طیارہ نے ایک روسی فوجی طیارہ کو مار گرایا، اس سے اس کا اندیشہ لاحق ہونے لگا کہ ترکی اور روس کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی، لیکن ۱۶/ جولائی ۲۱۶ء کو ترکی کے فوجہ ٹولہ نے اردوگان کے خلاف بغاوت کر دی، جس کو ترک عوام نے ناکام کر دیا، ترک صدر نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ اس ناکام بغاوت کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے، اس حادثہ کے بعد ترکی نے روس سے تصادم کا راستہ ترک کر دیا، اب روسی فوج کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں رہا، روسی فوج نے شامی علاقوں پر بے تحاشا وحشیانہ بمباری کر کے ہزاروں ہزار انسانوں کو ہلاک کر ڈالا، بہت سارے علاقوں کو انقلابیوں سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا، ۲۳/ دسمبر ۲۰۱۶ء کو روسیوں نے شام کے صوبہ حلب کو انقلابیوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا، اس قبضہ کے دوران دس ہزار شامی شہریوں کو روسی فوج نے ہلاک کر ڈالا، ۲/ جنوری ۲۰۱۷ء کو روسی فوج نے وادی بردیٰ اور درعا علاقوں کو ۱۷/ اپریل ۲۰۱۷ء کو سوران شہر کو پھر ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۷ء کو المیادین شہر کو، نیز ۳/ نومبر ۲۰۱۷ء کو دیرالزور کے صوبہ کو انقلابیوں سے چھین لیا، ۱۸/ فروری ۲۰۱۸ء سے روسیوں نے شام کے شہر غوطہ پر وحشیانہ فضائی بمباری کا آغاز کر دیا ہے، اس بمباری میں اب تک دو ہزار افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں، جن میں ۲۵۲/ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔

روسی ایسی وحشیانہ حرکت کیوں کر رہے ہیں؟ یہ جاننے کے لیے روسیوں کی تاریخ سے واقفیت ضروری ہے، جن یورپین سامراجی اقوام سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی بے پناہ نقصانات پہونچے ہیں، ان میں سرفہرست روسی قوم ہے، روسی قوم کی بنیاد ہی مسلم دشمنی پر ہے، روسیوں نے اپنی سامراجیت کا آغاز ہی مسلم علاقوں پر قبضہ کر کے اور مسلمانوں کو تہہ تیغ کر کے کیا ہے، ۱۵۵۲ء میں روسیوں نے مسلمانوں کی عظیم الشان ریاست تاتارستان پر قبضہ کر کے وہاں لاکھوں مسلمانوں کو ہلاک کیا، پھر ۱۵۵۶ء میں استراخان کی مسلم ریاست پر ہاتھ صاف کیا، وہاں بھی ہزاروں مسلمانوں کو ہلاک کر ڈالا، اس کے بعد ۱۵۹۶ء میں سائبیریا کی مسلم ریاست پر قبضہ کر کے وہاں بھی لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر ڈالا، ۱۷۷۱ء میں روسیوں نے کریمیا کی عظیم الشان مسلم ریاست پر قبضہ کر کے اس پوری ریاست سے مسلمانوں کا مکمل صفایا کر دیا، ۲۰/ لاکھ مسلمان کریمیا میں ہلاک کر دیے گئے، میں اسٹالن روس کا سربراہ بنا، اس نے اپنے ۲۹/ سالہ دور اقتدار میں ۵/ کروڑ مسلمانوں کو ہلاک کر ڈالا، جب قتل کرواتے کرواتے تھک گیا تو لاکھوں مسلمانوں کو ٹرکوں میں بھروا کر برفیلی پہاڑیوں میں پھنکوا دیا، جہاں وہ سردیوں سے ٹھٹھر کر ہلاک ہو گئے، ۱۹۷۹ء میں روسی صدر بریزنیف نے افغانستان میں روسی افواج کو داخل کر دیا، روسی افواج اور افغان مجاہدین کے درمیان دس سال تک جنگ چلتی رہی، اس دوران دس لاکھ افغان شہری ہلاک ہو گئے۔

اس طرح مسلمانوں کے خون سے روسیوں کا دامن لالہ زار ہے، صدیوں سے وہ مسلمانوں کا قتل عام کرتے آرہے ہیں، مسلمانوں کو ہلاک کر کے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، جہاں کہیں انہیں مسلمانوں کو ہلاک کرنے کا موقع ملتا ہے، تو وہ اس کو ہاتھ سے نہیں جانے نہیں دیتے، ابھی فی الحال بشار ظالم کی حمایت کے بہانے شام کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا اچھا موقع روسیوں کو ملا ہے، جس سے وہ بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں، روسیوں کو اس قتل و غارت گری اور سفا کی سے روکنے کی ہمت کسی میں نہیں ہے، کیوں کہ روس سپر پاور ہے، اس کے پاس چار ہزار ایٹم بم ہیں، انتہائی مہلک اور خطرناک اسلحے ہیں، وہ اقوام متحدہ میں ویٹو پاور رکھتا ہے، اس لیے وہ جو چاہے کرے، اب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو روسیوں کی طاقت و قوت کا نشہ توڑ سکتا ہے، انہیں خاک چٹوا سکتا ہے، اور انہیں ذلیل و خوار کر کے شام کی سرزمین سے نکلوا سکتا ہے، جس طرح افغانستان کی سرزمین سے نکلوایا تھا۔

بس اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ روسیوں کو شام میں اسی طرح شکست و ریخت سے دوچار کرے، جیسے افغانستان میں اس نے کیا تھا، اور روس کی طاقت کو توڑ کر پھر سے اسے ٹکڑوں میں تقسیم کر دے، آمین!!!

قندوز میں مدرسے پر امریکی طیاروں کی بمباری میں درجنوں ننھے حفاظ کرام شہید

افغانستان کے صوبے قندوز میں مقامی دینی مدرسے پر ہونے والی فضائی بمباری سے شہید ہونے والوں کی تعداد ۱۵۰/ سے تجاوز کر گئی ہے جبکہ شہید ہونے والوں میں بڑی تعداد مدرسے کے زیر تعلیم ان بچوں کی تھی جو حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد تقریب دستار بندی میں شرکت کے لئے وہاں اپنے اہل خانہ کے ساتھ موجود تھے۔ دوسری طرف افغان طالبان نے دعویٰ کیا ہے کہ وحشی فوج نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے مدرسے پر بمباری کی، جبکہ اس الزام میں کوئی حقیقت نہیں ہے کہ بمباری کے دوران مدرسے میں طالبان کو کوئی اجلاس جاری تھا یا وہاں کوئی طالبان کمانڈر موجود تھا، دوسری طرف امریکی فوج نے بھی قندوز میں مدرسے پر ہونے والی بمباری سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی فوج نے ایسا کوئی حملہ نہیں کیا اگر کوئی ایسا کہہ رہا ہے تو وہ غلط ہے۔ امریکی خبر رساں ادارے ''وائس آف امریکہ'' کے مطابق حملے میں کم از کم ۵۹/ افراد ہلاک ہوئے ہیں جن میں سے بیشتر مدرسے میں زیرِ تعلیم بچے ہیں جبکہ اقوامِ متحدہ نے افغان صوبے قندوز میں مدرسے پر ہونے والی بمباری میں درجنوں عام شہریوں کی ہلاکت کے الزام کی تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ افغانستان میں اقوامِ متحدہ کے معاون مشن کی جانب سے جاری کئے جانے والے مختصر بیان میں کہا گیا ہے کہ علاقے میں موجود انسانی حقوق کے ماہرین کی ٹیم حقائق جمع کر رہی ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے ''اے ایف پی'' کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ شمال مشرقی صوبے قندوز میں واقع مدرسے میں تقسیم اسناد کا جلسہ جاری تھا جس کے دوران وہاں افغان ایئر فورس نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بمباری کی، اس تقریب میں سینکڑوں افراد شریک تھے۔ افغان حکام نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ بمباری میں متعدد عام شہری بھی مارے گئے ہیں، جبکہ افغان وزارت دفاع کے ترجمان کا کہنا ہے کہ حملے میں افغان طالبان کے ''ریڈ یونٹ'' اور کوئٹہ شوریٰ کا ضلعی کمانڈر بھی شامل تھا۔ دوسری طرف افغان طالبان نے اپنی آفیشل ویب سائٹ پر تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے قندوز میں نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا اور وحشی فوجوں نے صوبہ قندوز ضلع دشت آرچی کے پٹھان بازار کے علاقے میں واقع ''ہاشمیہ عمریہ'' نامی دینی مدرسے پر ایسے وقت شدید بمباری کی، جب